
جمہوری
تحریک
افکار
ذوالفقار علی بھٹو
سابق وزیر خارجہ پاکستان
(ہلالِ پاکستان)

عوامی جمہوری تحریک

از

ذوالفقار علی بھٹو (ہلالِ پاکستان)

چیئرمین پیپلز پارٹی (پاکستان)

باہتمام

محمد شاہ جہان

الفلاح پبلی کیشنز

۱۳ر حبیب بینک بلڈنگ اردو بازار لاہور

بار اول سنہ ۱۹۶۹ء ایکہزار

مطبع فیاض پریس لاہور

قیمت ۵ پانچ روپے

ٹائیٹل: بشکریہ جہاں نما

عوامی
جمہوری
تحریک

از

ذوالفقار علی بھٹو ہلالِ پاکستان
(سابق وزیر خارجہ پاکستان)

مرتبہ

بلیغ الدین جاوید

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ اُمرا کے در و دیوار ہلا دو!

سلطانیٔ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

اِقبالؒ

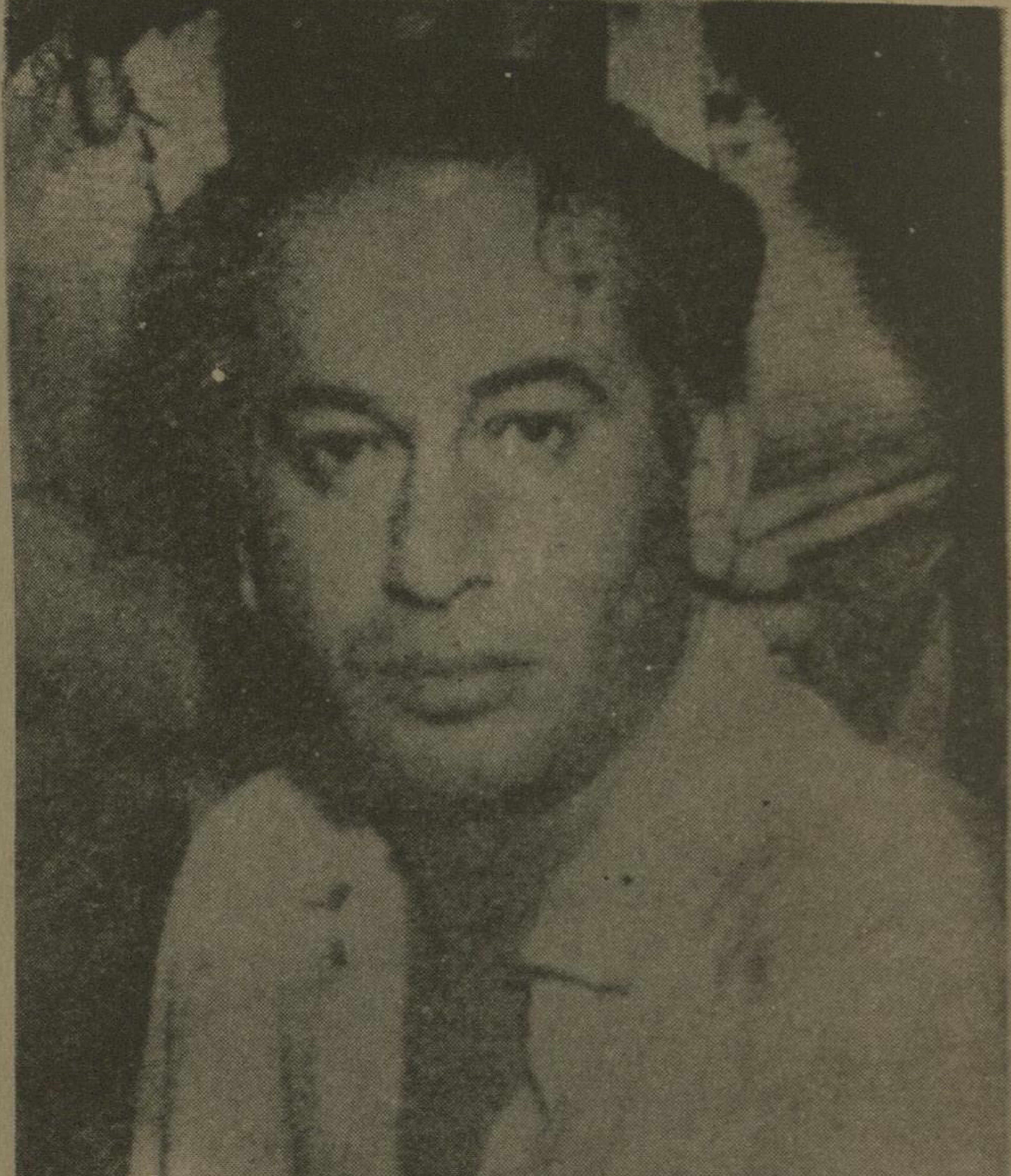
انتساب

پاکستان کے اُن شہید طلبا کے نام
جنہوں نے سینے پر گولیاں کھا کر ثابت کر
دیا۔ کہ

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

جاوید

4



مسٹر ذوالفقار علی بھٹو
وزارت سے سبکدوشی کے بعد کراچی جاتے ہوئے لاہور ریلوے اسٹیشن پر



ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی



صدر ایوب اہم قومی خدمات کی انجام دہی پر مسٹر بھٹو کو ہلال پاکستان
کا قومی اعزاز دے رہے ہیں (۲۱؍جون ۶۴ء)



سردار سورن سنگھ نئی دہلی میں مسٹر بھٹو کا استقبال کر رہے ہیں



برطانوی پارلیمان میں حزب اختلاف کے قائد مسٹر ہیتھ کے اعزاز میں دعوت استقبالیہ

مسٹر
ذوالفقار
علی بھٹو

چیئرمین
پاکستان
پیپلز پارٹی



٥



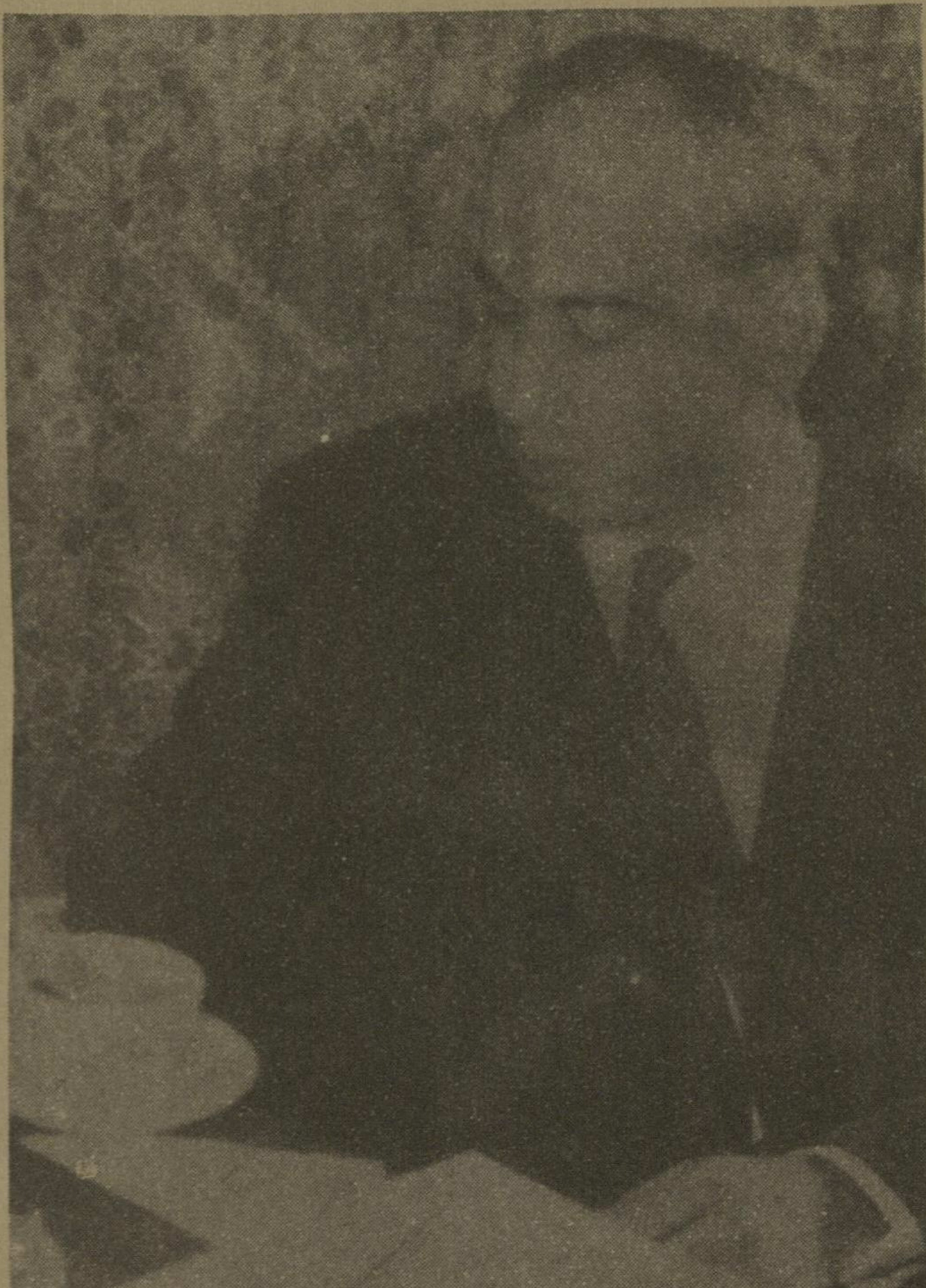
مسٹر بھٹو اور روس کے سابق وزیرِ اعظم مسٹر خروشیف



مسٹر بھٹو، وزیر خارجہ ترکی فریدون جمال اور وزیر خارجہ ایران مسٹر عباس آرام۔



صدر ایوب، جنرل محمد موسیٰ، اور مسٹر ذیڈ اے بھٹو



ذوالفقار علی بھٹو۔ چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی



دو سابق وزراء خارجہ • مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور چودھری ظفر اللہ خان



ناشر :- محمد شاہجہاں انصاری

مقام اشاعت :- لاہور

تعداد اشاعت :- ۱۰۰۰ (ایک ہزار)

تاریخ اشاعت :- دسمبر ۱۹۶۸

مطبع :- [illegible]

قیمت :- [redacted] روپے

سر ورق بشکریہ "جہاں نما" لاہور

پبلشرز :-

الفلاح پبلی کیشنز

اردو بازار - لاہور

ابتدائیہ

کسی قوم کا اصل سرمایہ دراصل اس کے لیڈروں کے وہ افکار ہوتے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً وہ عوامی اجتماعات میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اور دراصل یہی وہ افکار ہیں جن سے کسی بھی ملک کی صحیح سیاسی حالت اور عوام کے رویے پر روشنی پڑتی ہے۔

اور یہ بات تو کسی سے بھی پوشیدہ نہیں کہ کسی بھی ملک میں صحیح جمہوریت کی نشو و نما کیلئے صحت مند اپوزیشن کا وجود لازمی ہوتا ہے —— اور وہی ملک جمہوری طریقے سے خود کو دوسرے ملک میں روشناس کروا سکتا ہے۔ جہاں آزادیٔ تقریر آزادیٔ تحریر اور پریس کی آزادی ہو —— اور وہ ممالک جہاں پریس پر حکومت کا قبضہ ہو — کسی بھی بات پر احتجاج کیلئے دفعہ ۱۴۴ نافذ رہے۔ اور اس کی خلاف ورزی کرنیوالے افراد ڈیفنس آف پاکستان رولز

کے تحت گرفتار کئے جا سکتے ہوں۔ جہاں حکومت کیخلاف یا حکومت وقت کی مرضی کے بغیر کوئی بھی تحریر نہ لکھی جا سکے۔ جہاں جلسہ اور جلوس کی ممانعت ہو۔ اور پھر یہ دعوےٰ کیا جائے۔ کہ ملک میں مکمل جمہوریت ہے۔ تو یہ تمام بات انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے اور ہم عالمی مفکرین کے سامنے لاجواب ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں کسی بھی لیڈر کا میدان جہاد میں آنا اور ملک میں مکمل جمہوریت کا مطالبہ کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کسی آمر بادشاہ کے دربار میں کھڑے ہو کر اس کی برائیوں پر سے پردہ ہٹایا جائے۔ اور دربار اس کے دور کے بارے میں تنقید کی جائے۔ اور اسے عوام کی زبوں حالی کا مرثیہ سنایا جائے ـــــ اور ظاہر ہے۔ کہ اس کی سزا قید و بند ہی ہو سکتی ہے۔ اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو وہ گردن زدنی کے قابل ہو جاتا ہے ـــــ اور یہ تو ہمارا مذہبی عقیدہ ہے کہ

" دنیا کا سب سے بڑا جہاد جابر شہنشاہ کے دربار میں کلمۂ حق کہنا ہے ۔ "

آج یہی کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے ـــــ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زبان بندی کی تمام کوششیں ناکام ہونے کے بعد حکومت کے پاس صرف یہی صورت رہ گئی تھی۔ کہ انہیں گرفتار کیا جائے چنانچہ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اور برسر اقتدار طبقے نے

ثابت کر دیا۔ کہ وہ نہ صرف بزدل ھی ہے۔ بلکہ ملک میں ہر قیمت پر اپنا اقتدار قائم رکھنا چاہتا ہے۔

پاکستان میں جوں جوں عام انتخابات قریب آ رہے ہیں عوام کی بے اطمینانی زیادہ سے زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ دس سال تک ایک ھی حکومت کے برسر اقتدار رہنے سے جمہوریت پسند عوام اکتا گئے ہیں جبکہ وہ چند عناصر جو ملک کی قومی آمدن تک پر قابض ہیں۔ موجودہ حکومت کی حمایت میں اپنے تمام تر ذرائع بروئے کار لا رہے ہیں۔ کیونکہ نئی حکومت ان سے وہ تمام حساب طلب کر سکتی ہے جس سے صرف وہی واقف ہیں مگر عوام نے ایک ایسے غیر جانبدارانہ انتخاب کیلئے مطالبہ کر دیا ہے۔ جسمیں دھاندلی نہ ہو سکے ــــ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ موجودہ جمہوری نظام ناکارہ ہو چکا ہے ــــ اور بارہ کروڑ عوام اپنی قسمت کا مالک ایک لاکھ افراد کو نہیں بنا سکتے جبکہ برسر اقتدار طبقہ اس نظام کو کسی بھی صورت میں بدلنے کیلئے تیار نہیں ــــ کیونکہ اس کی بقا کا انحصار اسی نظام پر ہے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو ہلال پاکستان سابق وزیر خارجہ پاکستان نے ان تمام حالات کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا اور پھر ملک کو مکمل جمہوریت دلانے ــــ عوام کی عوامی حکومت کے قیام اور غیر جانبدارانہ انتخاب کے لئے میدان میں آنے کا فیصلہ کیا ــــ یہ فیصلہ عوامی مطالبے پر تھا اور بڑا بر وقت تھا ــــ آپ نے کسی بھی ایسی جماعت میں شامل نہ

ہونے کا فیصلہ کیا جسے عوام آزما چکے تھے۔ اور جو عوامی معیار پر پوری نہ اتری تھی۔ ــــــ آپ نے اپنی جماعت پیپلز پارٹی کے قیام کا اعلان کیا تو وہ تمام حریت پسند جو موجودہ حکومت سے مطمئن نہ تھے اس پارٹی میں شامل ہو گئے۔ اور ملک میں مکمل جمہوریت کا مطالبہ کرنے لگے۔ اور پھر جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اعلان کر دیا کہ ان کی پارٹی صدارتی انتخاب میں حصہ لے گی ــــــ اس سلسلے میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان بھر میں ھنگامی دورے کا پروگرام بنایا ــــ آپ نے اپنے دورے کی ابتداء پشاور سے کی ــــــ آپ جہاں بھی گئے عوام نے بے پناہ جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ اور آپ کے استقبال نے برسرِ اقتدار طبقہ پر ثابت کر دیا۔ کہ عوام اب ہر نتیت پر اقتدار کو بدلنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ موجودہ برسرِ اقتدار طبقے سے اکتا چکے ہیں اور نئی قیادت کے لئے ہر قربانی دینے کیلئے تیار ھیں۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پشاور سے لاہور تک کئی اجتماعات سے خطاب کیا اور بار ایسوسی ایشنوں میں گئے ــــ مگر لاہور میں حکومت زیادہ بوکھلا گئی۔ اور آپ کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔

زیرِ نظر کتاب جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ان ہی تقاریر کا مجموعہ ہے۔ جو میرے خیال میں سچائی جمہوریت کے سلسلے میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں ــــــ میں نے اس کتاب کا نام ــــ عوامی جمہوری تحریک

رکھا ہے۔ جو ہر لحاظ سے بہتر ہے ۔۔۔

کتاب کے شروع میں میں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حالات زندگی ۔۔۔ سیاسی بصیرت ۔۔۔ اور ان کی شخصیت پر مقالہ لکھا ہے جو مکمل نہ ہونے کے باوجود جامع ہے۔

اب میں زیادہ دیر تک آپ کے اور کتاب کے درمیان حائل رہنا نہیں چاہتا ۔۔۔ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔۔۔ اور اس کے بارے میں فیصلہ بہرحال آپ کو کرنا ہے۔

آپ کا

بلیغ الرحمٰن جاوید

لاہور

۲۹ نومبر ۱۹۶۸ء

تعارف

ذوالفقار علی بھٹو ——— ہلالِ پاکستان

(سابق وزیرِ خارجہ پاکستان)

چیئرمین ——— پیپلز پارٹی ——— پاکستان

"بھٹو" ——— ایک گاؤں کا نام ہے۔ یہ گاؤں ضلع حصار کے ایک قصبہ سرسہ میں واقع ہے۔ سرسہ ایک اہم ریلوے اسٹیشن ہے جو دریائے سرستی کے کنارے آباد ہے۔ سکھوں کے دورِ حکومت میں دریائے سرستی خشک ہو گیا جس کی وجہ سے یہاں فصلیں برباد ہو گئیں۔ اور دیہات اجڑ گئے۔ چنانچہ یہ زراعت پیشہ لوگ وہاں سے ہجرت کر گئے ان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کا خاندان بھی تھا۔ جو اسلاف سندھ میں آباد ہو گیا۔ اور لاڑکانہ میں مستقل رہائش رکھ کر زراعت شروع کر دی

بھٹو خاندان اپنے سابقہ وطن سے اپنی فطری صلاحیتوں اور ان تھک محنت کے سوا اور کچھ نہ لایا تھا۔ جبکہ نئے وطن سندھ میں جاگیرداروں اور نوابوں کی حکومت تھی۔ یہ بات تو کسی بھی حوالے سے معلوم نہیں ہوتی

کہ بھٹو خاندان نے شایانِ شان مقام حاصل کرنے میں کیا کردار ادا کیا مگر یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ قدرت نے اس خاندان کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے والد بزرگوار جناب شاہنواز بھٹو اس خاندان کی تقریباً سب سے نمایاں شخصیت تھے۔ آپ ایک عرصہ جوناگڑھ کے وزیر اعظم رہے ـــــ آپ نے ریاست کے مسلمانوں کی تعمیر و ترقی کے لئے ان تھک کام کیا ـــــ جس وجہ سے ریاست کے مسلمان۔ تعلیم ـــــ تجارت ـــــ اور صنعت میں انتہائی ترقی کر گئے۔ جبکہ اس سے پہلے وسائل اور اقتدار پر ہندوؤں کا غلبہ تھا ـــــ اور۔ آج ریاست کے تمام مہاجرین کراچی اور سابق سندھ میں جناب بھٹو کی جاگیر میں یا اس کے ارد گرد مقیم ہیں ـــــ اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے جناب شاہنواز بھٹو مسلم ریاستوں کے وزیر اعظموں میں سب سے ممتاز خیال کئے جاتے تھے ـــــ اور تمام مشکل مسائل میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

قائدِ اعظمؒ کے دور میں جناب شاہنواز بھٹو نے مسلم لیگ کے پرچم تلے سابق صوبہ سندھ میں مسلم لیگ کو منظم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان ہی دنوں انگریزوں نے پیر پگاڑو کو شہید کر دیا اور اس کی تحریک کو کچلنے کی کوشش کی مگر جناب شاہنواز بھٹو نے اس سازش کو ناکام بنا دیا۔

۱۹۲۸ء میں جناب شاہنواز بھٹو کے ہاں ایک سانولے سلونے بچے

نے جنم لیا ـــــ یہ ذوالفقار علی بھٹو تھے ۔

بیٹے کی پیدائش پر باپ نے فیصلہ کیا کہ اس کی تربیت اس طریقہ پر کیجائے کہ برصغیر کی سیاست میں وہ بھی اہم مقام حاصل کر سکے چنانچہ انہوں نے جس انداز میں بیٹے کی تربیت کی وہ مثالی تھی ـــــ جناب شاہنواز بھٹو نے بیٹے کو مستقبل کی ذمہ داریاں سنبھالنے کیلئے تیار کر لیا تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وطن ہی میں حاصل کی اور اس کے بعد امریکہ چلے گئے۔ اور کیلیفورنیا یونیورسٹی میں پولٹیکل سائینس میں داخلہ لے لیا۔ یہ ۵۰/۱۹۴۸ء کا دور تھا۔ جب امریکہ کے لوگ پاکستان سے بہت کم واقف تھے۔ آپ نے امریکہ میں پاکستان کو متعارف کرانے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں اور جب پاکستانی وفد دورہ کرتے ہوئے امریکہ پہنچا تو آپ نے اپنے پاکستانی دوستوں کے ساتھ ان سے ملاقات کی اور عالمی کانفرنس میں شرکت کے بعد جب الانہ جب امریکہ سے واپس وطن پہنچے تو آپ نے سفر نامہ میں ذوالفقار علی بھٹو کا تذکرہ بھی کیا آپ نے لکھا۔

"ایک پرجوش پاکستانی وفد کیلیفورنیا میں مجھ سے ملا اور اس نے پاکستان کے بارے میں بڑی معلومات حاصل کیں ان میں ایک بیدار مغز اور سرگرم نوجوان بھی تھا۔ مجھے کیا معلوم تھا ۔ کہ یہی نوجوان پاکستان کا وزیر خارجہ بننے والا ہے ۔"

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے امریکہ میں قیام کے دوران نہ صرف یہ کہ پاکستان کے بارے میں پبلسٹی میں حصہ لیا۔ بلکہ امریکی سیاست کا بھی

مطالعہ کیا۔ جس کے بعد میں بڑے حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے۔

۱۹۵۲ء میں جناب بھٹو نے امریکہ سے پولیٹکل سائنس میں بی اے آنرز کیا اور اس کے بعد آپ برطانیہ چلے آئے۔ اور اس کے بعد آپ نے آکسفورڈ میں داخلہ لیا۔ جو برطانیہ کا تاریخ ساز ادارہ ہے۔ یہاں آپ نے برطانوی سیاست کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ آپ نے برطانیہ میں پاکستانیوں کی انجمن کی بنیاد رکھی۔ اور اس دور میں جبکہ پاکستان کو بھارت کی ایک ریاست خیال کیا جاتا تھا۔ برطانیہ میں پاکستان کے مبلغ کی حیثیت سے برطانویوں کی غلط فہمی دور کی۔

۱۹۵۲ء میں انہوں نے آکسفورڈ سے ایم اے پاس کیا اور اسی سال لنکن ان میں داخلہ لیا۔ اور بیرسٹر ان لاء کی ڈگری حاصل کی۔

ذوالفقار علی بھٹو کی شاندار کامیابی پر ان کو ساؤتھیمپٹن یونیورسٹی آف برطانیہ میں بین الاقوامی قانون کا لیکچرر مقرر کیا گیا۔ آپ اس یونیورسٹی کے پہلے پاکستانی اور مسلمان لیکچرر تھے۔ ایک سال تک یہ خدمات انجام دینے کے بعد آپ کا دل بھر گیا۔ آپ وطن سے دور نہیں رہ سکتے تھے۔ چنانچہ آپ واپس پاکستان آگئے۔

پاکستان میں انہیں بیشمار عہدوں کی پیشکشیں ہوئیں مگر آپ نے سندھ مسلم یونیورسٹی میں بین الاقوامی قانون کے لیکچرر کی پیشکش قبول کرلی اور اس کے ساتھ ساتھ وکالت بھی جاری رکھی۔ اس وقت صرف ۲۵ سال کی عمر میں آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اس دوران آپ نے پاکستان

کی سب ہی تاریخی شخصیات سے ملاقات کی اور سب ہی نے محسوس کیا کہ ان میں چھپا ہوا عظیم انسان بہت جلد خود کو ظاہر کرنیوالا ہے۔

مگر آپ سیاست سے دور نہ رہے۔

آپ کے والد کی یہ خواہش تھی۔ کہ ان کا بیٹا ایک نامور سیاستدان بنے اور اسی لئے انہوں نے جناب بھٹو کو بین الاقوامی قانون کی تربیت دلائی تھی۔ چنانچہ بہت جلد آپ کو ایک موقعہ مل گیا۔ جب حکومتِ پاکستان نے آپ کو بین الاقوامی قانون کے ماہر کی حیثیت سے جنرل اسمبلی میں پاکستان کی نمائندگی کرنے والے پاکستانی وفد کا ایک رکن مقرر کیا۔ آپ اس لحاظ سے اہم تھے۔ کہ اس وفد کے آپ سب سے کم عمر رکن تھے۔ اور امریکی سیاست سے گہری واقفیت ہونے کے باعث آپ نے اس وفد میں خاص کردار ادا کیا۔ اور سب پر اپنی قابلیت کا سکہ جما لیا۔

اس کے بعد انہیں سب سے بڑا موقعہ ۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد ملا۔ جب انہیں نئی کابینہ میں وزیر مقرر کیا گیا۔ آپ عہد ایوب کی کابینہ کے سب سے کم عمر وزیر تھے۔ آپ نے قدرتی وسائل، معدنیات اور تیل و گیس کی وزارت کے سربراہ کی حیثیت سے چار سال تک کام کیا اسی دوران جناب محمد علی بوگرہ وفات پا گئے۔ تو آپ کو وزارتِ خارجہ کا قلمدان سونپا گیا۔ اور یہی وہ موقعہ تھا جب آپ کو اپنے جوہر دکھانے کا موقعہ ملا۔

وزیرِ خارجہ مقرر ہو کر جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کے وقار

کے لئے کام شروع کر دیا۔ آپ کی انتھک کوشش سے بھارت دنیا کی برادری میں تنہا رہ گیا۔ آپ نے ویت نام، افریشیائی اقوام تک کے مسئلہ میں مداخلت سے پاکستان کا نام روشن کیا۔ اور ہر مقام پر پاکستان کا وقار بلند کرنے میں نمایاں کردار سرانجام دیا۔

ذوالفقار علی بھٹو سابق وزیر خارجہ پاکستان کی شادی ایک خوبرو اور تعلیم یافتہ خاتون نصرت بھٹو سے سرانجام پائی۔

بیگم بھٹو نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی بیوی کی حیثیت سے صحیح مقام پایا ہے۔ انہوں نے نہ صرف سیاست میں اپنے نامور شوہر کا ہاتھ بٹایا۔ بلکہ خاندانی زندگی میں ۔۔۔ گھریلو ماحول میں ۔۔۔ اور بچوں کی تربیت و دیکھ بھال میں نمایاں اور مثالی کردار سرانجام دیا ہے۔ بیگم بھٹو نے اپنے شوہر کی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس رکھا ہے۔ اور ان کے وقار کو ہر لحاظ سے قائم رکھا ہے۔ بیگم بھٹو نے ایک بار ایک اخبار کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا۔ کہ

"میں گھریلو زندگی کو ہمیشہ پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرتی ہوں یہاں تک کہ اگر مجھے کہیں سے کوئی تحفہ بھی ملتا ہے۔ تو میرے شوہر کا حکم ہے کہ میں اسے واپس کر دوں تاکہ نہ صرف یہ کہ ہم ناجائز ذرائع سے کوئی چیز لینے کے مجرم نہ ہوں بلکہ بچوں میں بھی تحفے تحائف وصول کرنے کا رجحان نہ ہو۔"

ایک بار بیگم نصرت بھٹو نے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا

تھا۔ کہ

"میرے شوہر روزانہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ اپنے محکمے کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں بلکہ نئی کتب کا بھی مطالعہ کرتے ہیں اور جب ذوالفقار علی بھٹو کوئی پالیسی مرتب کرتے ہیں تو ان کے محکمے کے سیکرٹری اور افسر جو اپنے سالہا سال کے تجربہ کے طور پر ماہر شمار ہوتے ہیں حیران رہ جاتے ہیں ۔۔۔!"

جناب بھٹو کی اسی محنت کا نتیجہ تھا۔ کہ ان کا تمام محکمہ ان ہی سے رہنمائی حاصل کرتا رہا۔ انہوں نے اپنی پہلی وزارت میں گیس تیل اور قدرتی وسائل کا سروے کروایا۔ جس نے ملک کی معیشت میں انقلاب برپا کر دیا۔ اور اسی سروے کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان میں قدرتی وسائل بے پناہ موجود ہیں اور اگر ان سب کو بروئے کار لایا جائے تو پاکستان غیر ملکی وسائل سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ آپ ہی کے دور میں سونے، ہیرے جواہرات، یورینیم اور ابرق وغیرہ کے ذخائر کا علم ہو سکا۔ زمرد اور دوسرے پتھر دریافت ہوئے۔ اور آپ ہی کے دور میں کالا باغ میں لوہے کے بے پناہ ذخائر کا پتہ چلا۔ جس سے فولاد بنایا جا سکتا ہے۔ کیمبل پور اور پوٹھوہار کے علاقہ سے تیل کے بھاری ذخائر برآمد ہوئے۔ سلہٹ میں آپ ہی کے دور میں قدرتی گیس کا ذخیرہ دریافت ہوا اور مردان سے تعمیراتی مقاصد کے لئے استعمال ہونے والے پتھروں کا

ذخیرہ ملا ــــــ اور یہ صرف ذوالفقار علی بھٹو کی محنت کا نتیجہ تھا کہ پاکستان بیشمار معدنی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

جب آپ وزیر خارجہ بنے تو انہوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ پاکستان کو قابل قدر دوستوں کی اشد ضرورت ہے۔ جو عالمی سطح پر پاکستان کی حمایت کر سکیں۔ اور اس کا ساتھ دے سکیں۔

چنانچہ سب سے پہلے جناب بھٹو نے نیپال، بھارت، سیلون، برما روس، چین۔ افغانستان اور ایران جیسے ہمسایہ ملکوں سے دوستانہ مراسم بڑھائے۔ یہ ان ہی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ کہ معاہدہ بغداد اور معاہدہ تنظیم وسطیٰ میں ایران اس وقت بھی ہمارا ساتھی ہے۔

اس کے بعد آپ نے چین کی طرف توجہ دی۔ اور اس سے متنازعہ مسائل یعنی سرحدوں وغیرہ کے تعین پر بات چیت کی۔ اور عین اسوقت ایک سرحدی سمجھوتے کا اعلان کیا۔ جب بھارت اور پاکستان کے درمیان پنڈی میں مذاکرات ہو رہے تھے۔ اس کے بعد برما سے بھی سرحدی سمجھوتہ ہوا

انہوں نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد یہ رکھی کہ پاکستان د اسرائیل کے سوا دنیا کی تمام اقوام سے دوستانہ مراسم رکھنا چاہتا ہے۔ اور پاکستان کی زبان اور رنگ و نسل کے امتیازات کے بغیر آزادی اور خود ارادیت کا سب سے بڑا حامی ہے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کا ایک اور سب سے بڑا کارنامہ معاہدہ استنبول ہے۔ اس کی رو سے پاکستان ایران اور ترکی میں ایک اتحاد ہوا

ہے۔ اور ضرورت پڑنے پر اس میں انڈونیشیا اور افغانستان کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ یہ معاہدہ اس طرح ہے۔ کہ اس میں کسی بھی مغربی ملک برطانیہ اور امریکہ وغیرہ کو داخل ہونے کا دروازہ نہیں ملتا۔ اس پر جناب بھٹو نے خود دستخط کئے ہیں۔ اس معاہدے کی رو سے یہ تینوں ممالک اتنے قریب آ چکے ہیں کہ کوئی بھی ملک اتنا قریب نہیں ہے۔ چنانچہ جب ۱۹۶۴ء میں قبرص میں ترک مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا تو سب سے پہلے پاکستان نے ترکوں کی حمایت میں بیان دیتے ہوئے کہا تھا

" اگر ترکی کو قبرص میں ظلم وستم کو روکنے کیلئے پاکستان کی امداد کی ضرورت پڑی تو پاکستانی فوجیں ترکی فوجوں کے شانہ بشانہ لڑیں گی ! "

اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قبرص کی حکومت ترکوں پر ظلم کرنے سے باز آ گئی۔ اور وہاں اقوام متحدہ کی فوج کا تقرر عمل میں آیا۔ اور جب ایران میں شدید زلزلوں نے وہاں تباہی مچا دی تو سب سے پہلے بھی پاکستان امداد کے لئے آگے بڑھا۔ اور انہوں نے ہر وہ ممکن امداد دی۔ جو پاکستان کے بس میں تھی۔

ان تینوں ملکوں نے مشترکہ تجارت کو فروغ دینے کیلئے مشترکہ جہاز رانی کا منصوبہ بنایا۔ اور ان تینوں ملکوں کو ملانے والی ایک سڑک کے علاوہ ریلوے لائن بچھانے کا کام شروع کرنے کا بھی پروگرام بنایا۔ جس پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ہوائی کمپنیوں

نے ان ملکوں کو ایکدوسرے سے ملا دیا ہے۔

یہ سب ذوالفقار علی بھٹو کی کوششوں کا نتیجہ تھا اور اس کا ثمر پاکستان کو تب ملا جب پاکستان نے بھارت پر حملہ کر دیا۔ اور ایران و ترکی نے فوراً پاکستان کی ہر قسم کی امداد کا اعلان کیا اور بھارتی جارحیت کی مذمت کی۔

ان دنوں ترکی میں عام انتخابات ہو رہے تھے۔ مگر ان تمام حالات کو نظر انداز کر کے ترکی وزیر خارجہ اور ایران کے وزیر اعظم حالات کا معائنہ کرنے پاکستان تشریف لائے۔ اور پاکستان کو جس چیز کی ضرورت پڑی ان ملکوں نے فراہم کر دی۔ صرف اسی قدر نہیں — بلکہ ایران نے بھارت کو فوری طور پر تیل کی فراہمی روک دی۔ اور ایرانی نرسوں کا ایک وفد حالات کا جائزہ لینے پاکستان آیا۔

اس موقعہ پر بھارت پر ثابت ہو گیا۔ کہ اس کا اسرائیل اور ملائشیا کے سوا کوئی حامی نہیں — دنیا بھر نے اس کی مذمت کی — اور یہ سب کچھ ذوالفقار علی بھٹو کی بدولت ہوا — جن کی خارجہ پالیسی حق اور انصاف پر مبنی تھی۔

ذوالفقار علی بھٹو نے برسرِ اقتدار آ کر نہ صرف یہ کہ متعصب سیاست دانوں سے کنارہ کشی کی بلکہ ہر طرح ان کی حوصلہ افزائی کی۔

ان کی اسی قابلیت کو دیکھتے ہوئے صدر پاکستان محمد ایوب خان نے انہیں ۱۹۶۵ء میں اپنی پارٹی کا سیکرٹری جنرل نامزد کر دیا۔ گویہ بات مسلمہ

ہے کہ وہ بے پناہ مصروفیات کے باعث پہاڑی کی طرف سے عائد شدہ اندرون ملک ذمہ داریوں سے پوری طرح عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ مگر یہ بات اس وجہ سے اہم ہے۔ کہ ان کی ضروریات ملکی قیادت میں بھی تسلیم کر لی گئی تھی۔

سنہ ۱۹۶۴ء میں صدر پاکستان نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کو ملک کی بے بہا اور شاندار خدمات کے صلہ میں ہلال پاکستان کے اعزاز سے نوازا اور اس طرح ان کی خدمات کا اعتراف کر لیا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کی آزاد خارجہ پالیسی کے بارے میں برطانیہ کے مشہور عالم فلسفی جناب برٹرینڈ رسل نے ایک بار یہ کہا تھا۔

"پاکستان نے چین سے دوستی پر جو آزاد خارجہ پالیسی اختیار کی ہے۔ اس کے لیے میں مسٹر بھٹو اور صدر ایوب کو داد دینے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ انہوں نے اس طرح ایشیا میں منڈلانے والے بہت بڑے تصادم کے بادلوں کا رخ موڑ دیا ہے۔ صدر ایوب نے جس طریقہ سے بھارت سے رن کچھ کا متنازعہ مسئلہ طے کیا ہے۔ میں اس سے بے حد خوش ہوں۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ امریکہ نے پاکستان پر ناجائز رعب ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ جس کا سب سے بڑا اظہار یہ ہے۔ کہ اس نے پاکستان

کے پانچسالہ منصوبے کے لئے امداد روک دی ہے۔ مگر اقتصادی بلیک میلنگ کی یہ صورت بھی صدر ایوب کو خراج عقیدت ہے۔ اور یہ اس لئے ہے۔ کہ پاکستان کے پانچسالہ منصوبے کے لئے امداد روک دی ہے۔ کی پالیسی کے غیر جانب دار ہونے کا ثبوت اسی سے ملتا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ پاکستان سالمیت اور اس میں خود مختاری ان کا سودا نہیں کیا جا سکتا۔

میں خواہش رکھتا ہوں کہ پاکستان مسئلہ کشمیر کے پرامن تصفیہ کا حل تلاش کرے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ پاکستان اپنے دانشمندانہ طریقے پر گامزن رہا تو ایشیائی عوام کے حقوق زیادہ محفوظ ہو جائیں گے۔ اور وہ دن دور نہیں جب مغربی طاقتیں بھی ان حقوق کا احترام کرنے لگیں گی۔"

پاکستان کے اس سابق وزیر خارجہ نے بہت کم وقت میں پاکستان کو انٹرنیشنل سیاست میں ممتاز مقام دلایا ہے۔ پاکستان ہی کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ وہ اقوام متحدہ میں افریشیائی عوام کی رہنمائی کر رہا ہے۔ اور اس سے باہر بھی۔ پاکستان۔ انڈونیشیا۔ اور چین کے شانہ بشانہ جدوجہد میں مصروف ہے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مشرقی جرمنی اور اسرائیل کے "ہوا دنیا

کے بعض ممالک کا دورہ کیا ہے۔ انہوں نے دنیا کے آخری سرے تک پاکستان کی طرف سے دوستی کا پیغام دیا ہے۔ اور یہ جناب بھٹو ہی کا کارنامہ ہے کہ دنیا کی سب بڑی طاقتیں یا تو پاکستان کی حمایت کرتی ہیں یا یہ کہ وہ کھل کر بھارت نوازی نہیں کر سکتیں۔ دنیا نے ان ہی کی کوشش سے جان لیا کہ پاکستان وہ واحد ملک ہے۔ جو بھارت کے خلاف دفاعی معاہدہ کئے ہوئے ہے۔

ستمبر ۱۹۶۵ء میں انہوں نے اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے جو تقریر کی وہ اپنا جواب آپ تھا۔ آپ نے اقوام عالم کے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا تھا۔

"اگر سیاسی جوڑ توڑ اور فضول وقت ضائع کرنے کی مصلحت قائم رہی تو پاکستان اس سے یہ مطلب لے گا۔ کہ اقوام متحدہ کے منشور ——— اور اقوام متحدہ کے اس بڑے ادارے میں کوئی ہم آہنگی موجود نہیں ہے۔

اس طرح پاکستان اصول، وعدہ۔ اور طاقت پرستی کے درمیان کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو گا۔ گو یہ بات بڑی ہی تکلیف دہ ہو گی۔ مگر اس کا کم از کم یہ اثر تو ہو گا۔ کہ پاکستان گومگو کے عالم سے نجات پائے گا۔"

اس تقریر کے بارے میں بی بی سی کے نمائندے نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

"ایسی مدلّل، موثر اور شاندار تقریرات سے پہلے کبھی
اقوامِ متحدہ میں نہیں سنی گئی۔"
آپ کے بارے میں مئی سنہ ۱۹۶۴ء میں بھارت کے مشہور اخبار سٹیٹسمین
کے مبصر مسٹر اندرا سمبھو ترا نے لکھا تھا۔
"مسٹر بھٹو ہی کی بدولت پاکستان کو سفارتی تعلقات
میں نمایاں مقام ملا ہے۔ پاکستان نے بین الاقوامی تعلقات
میں جو مقام حاصل کیا ہے۔ وہ سبھی ملکوں کے آزمودہ
سفیروں کے لئے باعثِ رشک ہے۔"
۲۸ ستمبر کو آپ نے ایک تقریر میں جنرل اسمبلی سے کہا تھا۔
"آپ عوام کو پسِ پشت ڈال کر اور انہیں نظر انداز کر کے
کسی بھی عوامی مسئلے کو حل نہیں کر سکتے۔ اس دور میں جو
استعمار کا دور نہیں ہم پھر سے نوآبادیاتی نظام کی
اجازت نہیں دیں گے۔"
آپ نے ۴ ستمبر ۱۹۶۵ء کو سلامتی کونسل سے خطاب کرتے ہوئے
کہا تھا۔
"میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ قدرت کا قانون ہے
کہ افریقہ اور ایشیا کے لوگ پسماندہ کم علم اور مفلوک الحال
رہیں کیا یہ ہمارے نصیب میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ ہم بد
حال رہیں۔ نہیں ــــ بالکل نہیں ــــ ہم

پسماندگی اور افلاس کے طوق کو اتار دینا چاہتے ہیں
اور اپنے عوام کے مستقبل کی بہتر تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور
ہماری خواہش ہے۔ کہ ہماری آئندہ نسلیں عزت اطمینان
اور خوشحالی کی زندگی گزاریں "

خود صدر ایوب نے آپ کے لئے شاندار الفاظ ادا کئے ہیں اور کہا تھا
"مجھے امید ہے۔ کہ پاکستان کی جوان سال پود اسی جوش
اور لگن سے کام کریگی جس طرح بھٹو کر رہے ہیں۔"

یہ ہے جناب ذوالفقار علی بھٹو کا مختصر سا تعارف

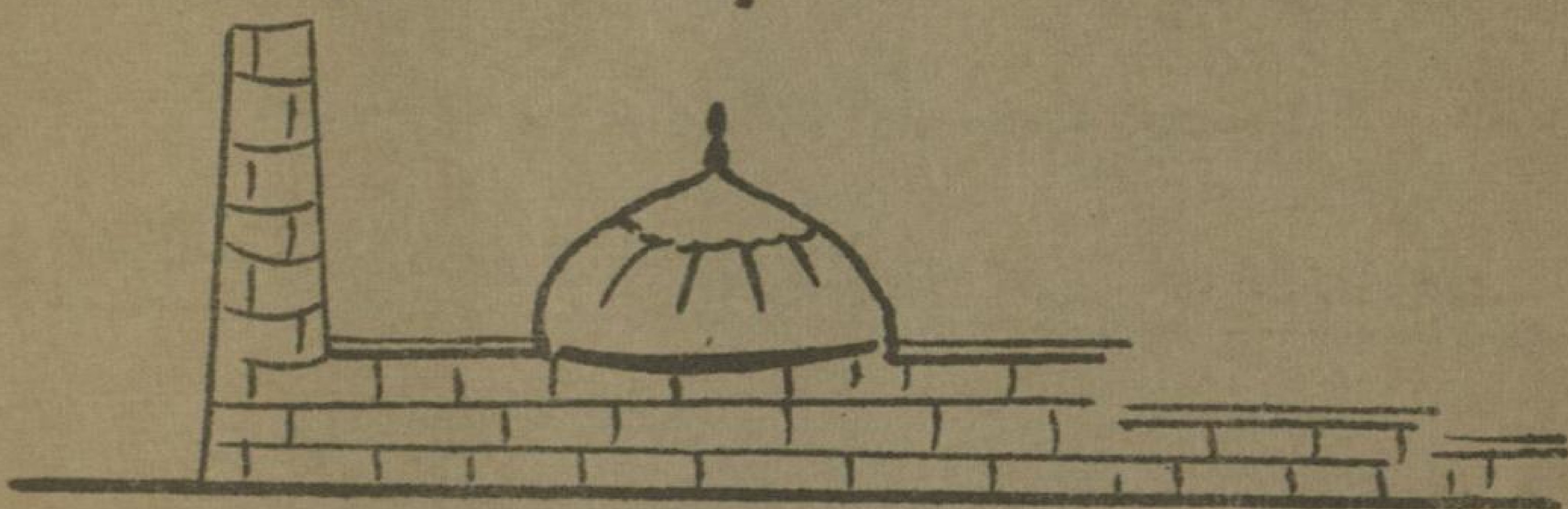
یہ اس شخص کا تعارف ہے۔ جس کی شان میں جس قدر قصیدے لکھے جائیں
کم ہیں۔ اور جس کی سوانح عمری لکھی جائے تو اس کے کارناموں کو قلمبند
کرنا مشکل ہو جائے۔

آج قوم کے اسی فرزند نے بجا طور پر جمہوریت کا نعرہ بلند کیا ہے — اور
اقبال کا یہ شعر ان کی تقریروں کا لب لباب ہے۔ کہ

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے



جاگو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا



اب جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ان عوامی تقاریر کا مکمل متن دیا جاتا ہے۔ جو بحالی جمہوریت کے سلسلے میں ہمارا ناقابل فراموش سرمایہ ہیں۔

۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کو

میونسپل پارک کوہاٹ میں دن کے ایک بجے ایک عظیم جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا۔

پیپلز پارٹی عام انتخابات میں حصہ لے گی!

خواتین و حضرات ..... السلام علیکم

سب سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہوں گا کہ میری پارٹی نے اس ملک میں عوام کی حکمرانی کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے اگرچہ

اپوزیشن پارٹیوں نے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ ابھی کرنا ہے۔ لیکن یہ فیصلہ خواہ کچھ بھی ہو ہم یقیناً انتخابات میں حصہ لیں گے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے فتح یاب ہوں گے۔ آپ نے کہا کہ انتخابات قوم کی سیاسی زندگی میں بڑا منفرد اور موثر کردار ادا کرتے ہیں ہمیں اس حقیقت کا اچھی طرح علم ہے۔ کہ ان انتخابات میں کوئی کشش نہیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ ہمارا راستہ بڑا کٹھن ہے۔ لیکن ہم چونکہ انتخابات میں حصہ لینا پاکستانی عوام کی خدمت سمجھتے ہیں اس لئے پاکستان پیپلز پارٹی نے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے گذشتہ انتخابات کی یاد دلاتے ہوئے کہا۔ کہ اپوزیشن کی جانب سے مادرِ ملت جب صدارتی امیدوار کی حیثیت سے گذشتہ انتخابات میں شریک ہوئی تھیں۔ تو عوام میں سیاسی بیداری کی لہر پیدا ہو گئی تھی۔ مادرِ ملت کے کھڑا ہونے پر حکومت کو بھی بڑا تعجب ہوا تھا۔ آپ نے کہا۔ کہ اگر مادرِ ملت نے اس انتخاب میں کھڑی نہ ہوتیں تو آج عوام میں ہم جو بیداری دیکھ رہے ہیں کبھی پیدا نہ ہوتی۔ پیپلز پارٹی کے سربراہ نے کہا۔ کہ ملک اگلے انتخابات کی تیاریاں کر رہا ہے حکمران

اپوزیشن کی جانب سے مادرِ ملت جب صدارتی امیدوار کی حیثیت سے گذشتہ انتخابات میں شریک ہوئیں تھیں تو عوام میں سیاسی بیداری کی لہر پیدا ہو گئی تھی

جماعت نے بھی انتخابی مہم شروع کر دی ہے۔ اور ملک کے بیس خاندان اس کی امداد کے لئے میدان میں نکل آئے ہیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ یہ انتخابات کس قسم کے ہوں گے۔ ہمارے پاس کوئی دولت نہیں۔ نوکر شاہی ہمارے ساتھ نہیں۔ ایک لاکھ بیس ہزار برھمن (ارکان بنیادی جمہوریت) بھی ہمارے ساتھ نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے قوم کے عظیم تر مفادات کے پیش نظر ہی انتخابات میں حصہ لینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ ان تمام حالات کے باوجود ہمیں اپنی فتح کا مکمل یقین ہے۔

ہمارے پاس کوئی دولت نہیں۔ نوکر شاہی نہیں اور نہ ایک لاکھ بیس ہزار برھمن (ارکان بنیادی جمہوریت) ہیں مگر ہمیں اپنی فتح کا یقین ہے۔

عوامی رابطہ مہم کے سلسلے میں سابق صوبہ سرحد کے دس روزہ دورے پر پشاور پہنچنے کے بعد مسٹر بھٹو کی یہ پہلی تقریر تھی۔ ہزاروں افراد پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین کی تقریر سننے کیلئے جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ مسٹر بھٹو نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے کہا میں جہاں بھی جاتا ہوں دفعہ ۱۴۴ لگا دی جاتی ہے۔ لیکن حکمران طبقے کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اس قسم کی کارروائیوں سے عوام کی آواز کو دبایا نہیں جا سکتا۔ مسٹر بھٹو نے اپنے خلاف لگائے گئے الزامات

کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ جب میں حکومت میں شامل تھا تو مجھے ہلالِ پاکستان سے نوازا گیا۔ اور صدر ایوب نے بھی میری خدمات کی تعریف کی۔ لیکن پچھلے دو سال سے میرے خلاف منظم طور پر مہم شروع کر دی گئی ہے۔ کیونکہ میں بڑھتی ہوئی رشوت ستانی بد دیانتی اور دوسری بد عنوانیوں کے خلاف آواز اٹھاتا ہوں، اور اس بات پر زور دیتا ہوں کہ مسئلہ کشمیر کو حل کیا جائے۔ مجھے گرفتاری کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں محاذ جنگ پر جا کر کیوں نہیں لڑا۔ لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ مجھ پر الزام لگانے والوں نے کس محاذ پر بندوق چلائی تھی ___ ؟ مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ عوام کے مصائب روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں آپ نے کہا کہ مجھے امید نہیں کہ موجودہ حکمران طبقہ خود اپنے پیدا کردہ عوامی مسائل کو حل کر سکے۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ ملک پر غیر ملکی قرضوں کا بار بڑھ کر بیس ارب روپے سے تجاوز کر چکا ہے۔ اور خطرہ ہے۔ کہ اس کا سود ادا کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں رہے گا۔ آپ نے کہا کہ مارشل لاء سے قبل ملک میں چھ سو جاگیردار تھے لیکن

مجھ پہ الزام ہے کہ میں ستمبر ۶۵ء کی جنگ میں محاذ جنگ پر جا کر کیوں نہیں لڑا مگر مجھ پر الزام لگانے والوں نے کس محاذ پر بندوق چلائی ___ ؟

اب ساری قومی دولت عملاً بیس گھرانوں کے ہاتھ میں مرکوز ہو چکی ہے۔ آپ نے دریافت کیا کیا ترقی اسی کا نام ہے۔؟ کہ عوام کی حالت بدتر ہو جائے اور بیس خاندان اپنی تجوریاں بھرتے رہیں۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ دنیا کے کسی پسماندہ ملک میں بھی بنیادی جمہوریتوں سے بدتر نظام رائج نہیں ہے۔ جب تک یہ نظام رائج رہے گا۔ ملک کی اقتصادی سماجی اور سیاسی حالت بہتر نہیں ہو سکتی۔ سابق وزیر خارجہ نے الزام لگایا کہ مختلف حیلوں بہانوں سے عوام کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آپ نے مطالبہ کیا۔ کہ اگر شوگر ملیں چینی کی قیمتوں اور سپلائی کی پوزیشن کو مستحکم نہیں رکھ سکتیں تو انہیں قومی ملکیت میں کیوں نہیں لے لیا جاتا۔ سابق وزیر خارجہ نے کہا ہم پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ اپوزیشن کے پاس کوئی پروگرام نہیں آپ نے کہا۔ ہمارے پاس وہ پروگرام ہے۔ جس سے رشوت ستانی۔ اقربا پروری۔ کو ختم کر کے عوام کی حالت بہتر بنائی جا سکتی ہے۔ اور مسئلہ کشمیر حل کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیرمین نے دریافت کیا۔ کہ حکمران جماعت کے پاس دفعہ ۱۴۴

بنیادی جمہوریتوں سے بدتر کوئی نظام رائج نہیں کیا جا سکتا۔

اظہارِ خیال پر پابندی - پریس کی آواز دبانے اور دوسرے اسی قسم کے غیر جمہوری حربوں کے سوا اور کیا پروگرام ہے۔

مسئلہ کشمیر

مسئلہ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے سابق وزیرِ خارجہ نے کہا۔ بائیس سال پرانے اس مسئلے کو باتوں سے حل نہیں کیا جا سکتا۔ مضبوط عوامی خدمت ہی اس مسئلے کو حل کر سکتی ہے۔ آپ نے کہا۔ مجھ پر الزام لگایا گیا ہے کہ میں نے وزارت کا حلف لیتے وقت رازوں کو محفوظ رکھنے کا عہد کیا تھا۔ اور اب اس سے انحراف کر رہا ہوں مسٹر بھٹو نے کہا۔ اعلانِ تاشقند کوئی خفیہ دستاویز نہیں ہے وعدے کے مطابق لاہور کے جلسہ میں اس کے اسباب پر یقیناً روشنی ڈالوں گا۔ مسٹر بھٹو نے کوہاٹ بار ایسوسی ایشن سے بھی خطاب کیا اور کالج یونین کے ظہرانہ میں شرکت کی۔

بائیس ۲۲ سال پرانے مسئلے کو باتوں سے حل نہیں کیا جا سکتا۔

استقبال

صبح دس بجے جب مسٹر بھٹو کا طیارہ پشاور پہنچا۔ تو ہوائی اڈے پر موجود ہزاروں نوجوانوں نے ذوالفقار بھٹو زندہ باد، پاکستان زندہ باد جمہوریت زندہ باد کے

نعروں سے ان کا استقبال کیا۔ ہوائی اڈہ سے جلوس کی صورت میں آپ کو زریاب کالونی لے جایا گیا۔ یہ جلوس مال روڈ، ارباب روڈ، سٹی صدر روڈ، خیبر بازار قصہ خوانی بازار، بازار داگراں، رستم گراں۔ اور چوک یادگار سے گزرا۔ تین میل لمبا راستہ ڈیڑھ گھنٹہ میں طے ہوا۔ جلوس میں بھٹو کی کار کے پیچھے بے شمار سکوٹر سوار، سائیکل سوار موٹریں اور کاریں تھیں۔ استقبالیہ تقریب میں شرکت کے لئے کالج کے طلبہ کی اکثریت نے اپنی کلاسوں میں شرکت نہیں کی۔

پشاور یونیورسٹی اور بعض دوسرے تعلیمی اداروں میں حاضری بہت کم تھی۔ بہت سے لوگوں نے کتبے اٹھا رکھے تھے۔ جن پر پیپلز پارٹی زندہ باد مسٹر بھٹو زندہ باد، چین اور اسلامی ملکوں سے دوستی بڑھاؤ مسئلہ کشمیر صرف جرأتِ رندانہ سے حل ہو سکتا ہے کے نعرے درج تھے۔

مضبوط عوامی قیادت ہی کشمیر کا مسئلہ حل کر سکتی ہے۔

ہوائی اڈے پر عوام سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر بھٹو نے پشاور کے عوام کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ اور بتایا کل پشاور میں جو اجلاس ہو رہا ہے۔ اس میں وہ ملکی حالات اور طلبہ کے مسائل پر روشنی ڈالیں گے۔

۱۱ ستمبر ۱۹۶۸ء

گورنر محمد موسیٰ نے سابق وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو ہلال پاکستان پر ۲۱۔ الزامات لگاتے ہوئے کہا۔ کہ

اُس نازک دور میں جب بھارت نے پاکستان پر مکارانہ حملہ کر دیا تھا۔ اور پاکستان زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار تھا۔ سابق وزیر خارجہ تخریبی کارروائیاں کرنے والے بھارتی جاسوسوں کی ہر طرح سے حفاظت کر رہے تھے۔ گورنر نے یہ الزام کل

مسٹر بھٹو جنگ ستمبر کے دوران میں بھارتی تخریبی عناصر کی حفاظت کر رہے تھے۔

یہاں دانشوروں کے ایک بھاری اجتماع سے خطاب کے دوران لگایا۔ آپ نے تین بار مسٹر بھٹو پر شدید ترین الزامات لگائے۔ اور ان کے خلاف ۲۱ الزامات کی فہرست گنوائی۔

گورنر کے عائد کردہ الزامات کی تفصیل حسب ذیل ہے

مسٹر بھٹو نے نہایت اہم دفاعی راز فاش کرنے کا سوفیانہ جرم کیا ہے

۱:۔ اس نے نہایت اہم دفاعی راز فاش کرنے کا سوفیانہ جرم کیا ہے۔ جن سے پاکستان کے بدترین دشمنوں کو کافی مدد مل سکتی ہے۔

۲:۔ مسٹر بھٹو کھلم کھلا تشدد کا پرچار کر رہے ہیں۔

۳:۔ وہ کشت و خون چاہتے ہیں۔ لیکن جنگ کے ایام میں انہوں نے خون بہانے کی ہرگز خواہش ظاہر نہ کی۔ جبکہ اس وقت خون کی قربانی کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

مسٹر بھٹو کھلم کھلا تشدد کا پرچار کر رہے ہیں

۴:۔ سوشلزم کے دعوے کرنے کے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے جاگیرداروں اور بڑے زمینداروں سے گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ اور ان کا تازہ ترین مشیر ایک ایسا شخص ہے۔ جسے ہائیکورٹ تک پاکستان کا غدار قرار دے چکی ہے۔

۵:۔ وہ ایک طرف تو بھارت کے ساتھ مسلح مقابلے

کے نعرے لگاتے ہیں۔ اور دوسری جانب ان کا ایسے لوگوں کے ساتھ ملاپ ہے۔ جن پر پاکستان کو بھارت میں ملا دینے کے الزامات عائد ہیں۔

ان کا دماغ محض اسلئے پھر گیا ہے کہ اچانک وہ ایک رفیع واعلےٰ مرتبے پر پہنچ گئے ہیں۔

۶:۔ ان کا دماغ محض اس لئے پھر گیا ہے۔ کہ وہ اچانک ایک ارفع واعلےٰ مرتبے پر پہنچ گئے ہیں

۷۔ وہ آج تک اپنے اس بے معنی دعوے کا بھی کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکے کہ قوم کے ساتھ فریب کیا گیا ہے۔ ۸۔ وہ اسلام کا دم بھرنے کے ساتھ اکبر بگٹی جیسے شخص کی بھی حمایت کرتے ہیں۔ جو پر امن شہریوں کے لئے ایک آفت بنا رہا ہے۔

انہوں نے معاہدہ تاشقند کے مسئلہ پر لوگوں میں عجب انتشار پھیلا رکھا ہے اور اپنی ذاتی اغراض کی خاطر یہ ڈھونگ رچا رکھا ہے۔

۹:۔ انہوں نے اعلان تاشقند کے مسئلہ پر لوگوں میں عجیب انتشار پھیلا رکھا ہے۔ اور اپنی ذاتی اغراض کی خاطر یہ ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ کہ اعلان تاشقند کے متعلق بہت سے راز فاش کریں گے۔

۱۰:۔ اگر وہ عالمی رائے عامہ کا احترام کر کے پاکستان کے اس فیصلہ کے خلاف تھے۔ جو جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں فائر بندی ختم کرنے کے حق میں کیا گیا تھا تو انہوں نے اس وقت ہی اپنا اختلاف ظاہر کر دینے کی جرأت کیوں نہ کی۔ ؟

۱۱- انہوں نے پچھلے دروازے کے راستے داخل ہو کر بھارتی
ہائی کمشنر سے ملاقات کر کے اپنے مجرمانہ ضمیر کی قلعی خود
آپ کھولی۔

۱۲- انہیں زعم ہے۔ کہ سارے پاکستان میں وہ واحد
شخصیت ہیں جو بھارت کو خائف کر سکتی ہیں۔

۱۳- آپ نے اپنے شہر میں بڑے فخر سے ایک مارکیٹ کا
نام "آنجہانی کینیڈی" کے نام پر رکھا ہے۔ جس کی
تعمیر کیلئے آپ کو امریکہ سے تین لاکھ روپے کی امداد ملی
لیکن اس امداد کا کہیں ذکر تک نہیں جو پاکستان نے دی

۱۴- آپ نے ستمبر ۱۹۶۵ء میں راجستھان میں بھارتی
تخریب پسندوں کی زیادہ سے زیادہ امداد کی اور جب
پاکستانی فوج نے بھارتی تخریب پسندوں کی سرگرمیوں
کا جواب دینے کا فیصلہ کیا تو آپ کو بڑا دکھ ہوا۔

آپ نے ستمبر ۱۹۶۵ء میں راجستھان میں بھارتی تخریب پسندوں کی زیادہ سے زیادہ امداد کی

۱۵- اپنے عہدہ سے علیحدہ ہوتے ہی آپ نے اسی بنیادی
جمہوریت کی مذمت شروع کر دی جس کی وہ اپنے اقتدار
میں تعریفیں کیا کرتے تھے۔

۱۶- آپ جس ہاتھ سے کھاتے رہے، اسی ہاتھ کو کاٹنے
کے درپے ہیں۔

۱۷- آپ جن غیر ممالک میں اب تک گئے ہیں ان کو

آپ نے پاکستان کیخلاف بہت باتیں کہی ہیں۔

۱۸:۔ بجائے اس کے دشمن پر آپ اپنی دھونس جماتے آپ نے اپنی دلیری کی ڈینگیں لاہور کے ایک اجتماع میں مارنے پر اکتفا کیا۔ جو کوچوانوں۔ رکشہ ڈرائیوروں اور چند مزدوروں پر مشتمل تھا۔

بھٹو نے اپنی ڈینگیں لاہور کے ایک اجتماع میں مارنے پر اکتفا کیا جو کوچوانوں رکشہ ڈرائیوروں اور چند مزدوروں پر مشتمل تھا۔

۱۹ - وحدت مغربی پاکستان کے متعلق آپ کا نظریہ اب تک مبہم ہے۔ اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلہ پر اسی طرح مبہم رہ کر آپ عوام کو احمق بنانے میں کامیاب رہیے

۲۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۸ء کو

کوہاٹ بار ایسوسی ایشن کے ارکان سے خطاب کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو ہلال پاکستان نے جناب محمد موسیٰ گورنر مغربی پاکستان کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

اگر میں گناہگار ہوں تو میرا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اس حکومت کیساتھ وابستہ رہا ہوں۔

خواتین و حضرات ——— السلام علیکم

مسٹر کرمانی اور دوسروں کو یہ نہیں فرض کرنا چاہیئے کہ میں ان کے توہین آمیز بیانات پر عدالتی چارہ جوئی نہیں کروں گا۔ انہیں (مسٹر کرمانی) کو معلوم

ہونا چاہیئے۔ کہ فوجداری مقدمہ کسی وقت بھی دائر کیا جا سکتا ہے۔"

مسٹر بھٹو نے یاد دلایا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی قومیت کی تبدیلی کے بارے میں ۱۴ر جولائی کو کراچی میں ایک بیان میں جواب دے دیا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے خلاف الزامات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی یہ وضاحت کی کہ انہوں نے اس اخبار کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہیں کی۔ جس میں بعض مبینہ دستاویزات کی روشنی میں ان کے خلاف یہ الزام شائع ہوا تھا۔ مسٹر بھٹو نے اعلان تاشقند پر پاکستان کے دستخطوں سے عدم اتفاق کی بناء پر کابینہ سے فوری طور پر علیحدہ نہ ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ میں نے تین بار استعفےٰ دیا تھا۔ ایک بار میں نے اپنا استعفےٰ اعلان تاشقند پر دستخط ہونے سے قبل اور دو بار اعلان تاشقند پر دستخط ہونے کے بعد پیش کیا۔ لیکن مجھے کہا گیا۔ کہ میرا اس وقت وزارت خارجہ کا قلمدان چھوڑنا ایک ایسے وقت میں ساتھ چھوڑنے کے مترادف ہوگا۔ جبکہ پاکستان شدید بحران سے دوچار ہے۔ اور دشمن کی فوجیں اس کی سرزمین پر موجود ہیں۔ اور بحران کے اس موقعہ پر اتحاد بڑا ضروری ہے

اعلان تاشقند سے پہلے اور بعد میں نے کابینہ سے تین بار استعفےٰ پیش کیا تھا

بھارتی ہائی کمشنر سے ملنے کے لئے کراچی جانے اور عقبی دروازے سے ان کے مکان میں داخل ہونے سے متعلق گورنر کے الزام کا جواب دیتے ہوئے مسٹر بھٹو نے کہا۔

خود بھارتی ہائی کمشنر نے سابق وزیر خارجہ کی حیثیت میں میرے ساتھ ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ کیونکہ وہ مجھ سے پاک بھارت تعلقات اور اس بارے میں تبادلۂ خیال کرنا چاہتے تھے۔ کہ چودھری خلیق الزمان کی قیادت میں بھارت کے دورہ پر جانے والا غیر سرکاری وفد دونوں ممالک کے درمیان مفاہمت کو فروغ دے سکے گا۔ دفاعی رازوں کا انکشاف کرنے کے الزام کو غلط قرار دیتے ہوئے۔

مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ اگر گورنر رازوں کو دشمن پر ظاہر کرنے کے خطرات کا ذکر کرنا ہی چاہتے ہیں تو انہیں یاد ہونا چاہیئے۔ کہ وزیر خزانہ مسٹر شعیب ایک غیر ملکی طاقت کے ملازم تھے۔ وہ انتہائی نازک دنوں میں بڑے چھپتے رہے۔ وہ ایسے شخص تھے۔ جن کے بارے میں ہر لحاظ سے احتیاط کی ضرورت تھی۔ اس سلسلے میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن کچھ اور نہیں کہا جا سکتا۔ مسٹر موسیٰ کے الزام کے برعکس میرے اقتدار

سابق وزیر خزانہ مسٹر شعیب ایک غیر ملکی طاقت کے ملازم تھے۔

سے مسٹر سکندر مرزا کی علیحدگی کے بعد کبھی ان سے منہ نہیں موڑا۔ جب میں وزیر تھا۔ ان سے نفرت نہیں کرتا تھا۔ بلاشبہ لندن سے گزرتے وقت میں احتراماً ان سے ملتا تھا۔ اور ایسا کرنے والا میں واحد وزیر تھا۔ اس الزام کا کہ جب مسٹر بھٹو حیدر آباد سے سابق پنجاب کی طرف سفر کرتے ہیں تو ون یونٹ کے بارے میں اپنا مؤقف تبدیل کرتے ہیں۔ جواب دیتے ہوئے مسٹر بھٹو نے کہا ہے۔ کہ میں واضح طور پر کہہ چکا ہوں کہ دوسرے آئینی مسائل کی طرح یہ مسئلہ بھی عوام کے جمہوری طریقہ سے حل کرنا چاہیئے۔ اگر موجودہ حکومت اپنے آپ کو ون یونٹ کا بہت بڑا محافظ سمجھتی ہے۔ تو اس میں عوام کو یہ بتانے کی اخلاقی جرأت ہونی چاہیئے کہ سنہ ۱۹۶۱ء میں اس مقصد کے لئے جنرل کے ایم شیخ کی سرکردگی میں اعلیٰ سطح کی کمیٹی کیوں مقرر کی گئی تھی۔ مسٹر محمد موسیٰ خان نے لاڑکانہ میں کینیڈی مارکیٹ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ لیکن یہ معاملہ چونکہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس لئے میں اس پر تبصرہ کرنے سے قاصر ہوں مسٹر موسےٰ خان کے ایک اور الزام پر کہ مسٹر بھٹو نے بھارتی تخریب کاروں کی حفاظت

ون یونٹ کا مسئلہ بھی دوسرے آئینی مسائل کی طرح ہے یہ مسئلہ بھی عوام کے جمہوری طریقے سے حل کرنا چاہیئے

اگر موجودہ حکومت اپنے آپکو ون یونٹ کا بڑا محافظ سمجھتی ہے۔ تو انہیں عوام کو یہ بتانے کی اخلاقی جرأت ہونی چاہیئے کہ ۱۹۶۱ میں اس مقصد کیلئے جنرل کے ایم شیخ کی سرکردگی میں اعلیٰ سطح کی کمیٹی کیوں مقرر کی گئی تھی۔

کی تھی۔ مسٹر بھٹو نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ کہ مجھے نیویارک میں مقر یار کرسے صوبائی اسمبلی کے ایک ہندو رکن کا پیغام ملا جس میں یہ کہا گیا تھا۔ کہ ان (رکن اسمبلی) کی جان خطرے میں ہے۔ اور ان کے فرقہ کو قتل عام کا خطرہ ہے۔ اس پیغام میں مجھ سے وزیر خارجہ کے طور پر اپیل کی گئی تھی۔ کہ ان کی زندگی کی حفاظت کی جائے۔ کیونکہ وہ وفادار پاکستانی ہیں یہ پیغام ملنے پر میں نے کمشنر حیدرآباد سے رابطہ قائم کیا۔ اور ان سے یہ خیال رکھنے کے لئے کہا۔ کہ امن و امان قائم رہے۔

سوشلسٹ کی حیثیت سے میں اپوزیشن کی صفوں میں اتحاد کو فروغ دینے میں کوشاں ہوں۔

مسٹر بھٹو نے قومی اتحاد کو کمزور کرنے کے لئے موجودہ حکومت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا۔ سوشلسٹ کی حیثیت سے میں اپوزیشن کی صفوں میں اتحاد کو فروغ دینے میں کوشاں ہوں۔ میں واضح طور پر کہہ چکا ہوں کہ تمام اپوزیشن پارٹیاں مشترکہ پروگرام پر مل کر کام کر سکتی ہیں۔ جو بالغ رائے دہی، بنیادی حقوق اور جمہوریت کی بحالی ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا ہے۔ کہ جہاں تک جاگیرداروں کے ساتھ روابط جو مسٹر موسیٰ خان کے خیال میں میرے سیاسی اصولوں کی تردید کرتے ہیں کا تعلق ہے۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں جن کا انہیں

صوبے کا گورنر ہونے کی حیثیت میں علم بھی ہونا چاہیے کہ ان میں سے بہت سے بڑے ترقی پسندانہ سیاسی نظریات رکھتے ہیں مسٹر موسیٰ خان نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ میرا (مسٹر بھٹو) اتالیق اس علاقہ کا بہت بڑا دانشور ہے جسے ہائیکورٹ پاکستان کا غدّار قرار دے چکی ہے میں انہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے کسی بھی اتالیق کی ضرورت نہیں مسٹر بھٹو نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ وہ اور صوبائی گورنر ایک ہی پلیٹ فارم سے لوگوں کو خطاب کریں تاکہ یہ ثابت ہو سکے۔ کہ کون مساوی سطح پر اور جمہوری انداز میں اپنے مخالف کا سامنا کرتا ہے۔

صوبائی گورنر ایک ہی پلیٹ فارم سے لوگوں سے خطاب کریں تاکہ یہ معلوم ہو کہ کون مساوی سطح پر جمہوری انداز میں اپنے مخالف کا سامنا کر سکتا ہے۔

۱۲ ستمبر ۱۹۶۸ء کو

حیدر آباد میں پیپلز پارٹی کے کنونشن میں جناب ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی نے جناب جنرل محمد موسےٰ گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے عائد شدہ الزامات کے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

خواتین و حضرات ——— اسلام وعلیکم

۱۱ اکتوبر کو گورنر محمد موسیٰ کو میرا نام لئے بغیر مجھ پر وہ الزامات لگانے کی زحمت کیوں گوارا کرنی پڑی جو

من وعن تمام اخبارات میں شائع ہوئے۔ گورنر موسیٰ کے ان ارشادات ہی سے ہزار ہا افراد کو پہلی بار یہ معلوم ہوا کہ میں نے کئی ہفتے پہلے حیدر آباد میں ایک تقریر کی تھی۔ جس نے حکومت پر اس قدر سیخ پائی طاری کردی کہ گورنر مغربی پاکستان تک میرا نام لئے بغیر اپنی ایک طویل تقریر میں مجھ پر برسنے کیلئے مجبور ہو گئے۔ لیکن طرفہ تو یہ ہے۔ کہ میں نے جو کچھ اپنی حیدر آباد کی تقریر میں کہا تھا۔ لوگوں کو اس سے سراسر آگاہ نہ ہونے دیا گیا۔ ورنہ اگر وہ جانتے ہوتے کہ میں نے حیدر آباد میں کیا کچھ کہا تھا تو وہ گورنر محمد موسیٰ کے ارشادات عالیہ سے خود ہی اچھی طرح نمٹ لیتے۔

مسٹر موسیٰ کو سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ میں اپنے مخالف کی پیٹھ پیچھے اس پر حملے کرتا ہوں۔

گورنر محمد موسےٰ کو سب سے بڑی شکایت یہ ہے۔ کہ میں اپنے سیاسی حریف پر اس کی پیٹھ پیچھے حملے کرتا ہوں حیرت تو اس بات کی ہے کہ مسٹر محمد موسیٰ یہ شکایت میرے متعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے جو آج حزب اختلاف میں ہیں۔ اور خصوصاً پاکستان پیپلز پارٹی کے لئے پریس (اخبارات) کے دروازے بند ہیں۔ پاکستان ریڈیو ہمارے لئے شجر ممنوعہ ہے۔ اور ہم نشر و اشاعت

کے ہر طرح کے ذرائع سے یکسر محروم ہیں۔ ہم جن خیالات کا بھی اظہار کرتے ہیں وہ کہیں نشرواشاعت نہیں پا سکتے۔ لیکن اس کے برعکس ہم پر جو اتہام بازی کی جاتی اور ہمیں جس قدر گالی گلوچ سے نوازا جاتا ہے۔ اسے پوری باقاعدگی سے پبلسٹی مل جاتی ہے اور اس تنگ نظری اور معاندانہ رویّے کی زندہ مثال خود گورنر محمد موسیٰ کی ۱۱ر اکتوبر والی تقریر ہے اگر وہ مجھے دُبدو بحث کا موقع دے سکیں تو میں یقیناً ایسے موقعہ کا دل سے خیر مقدم کروں گا۔ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اسی اسٹیج سے عوام کے ساتھ ہم سخن ہو کر دیکھ لیں جس اسٹیج سے میں عوام سے خطاب کروں اور وہ خود اس امر کا ثبوت مہیّا کر کے آزمالیں کہ وہ صحیح جمہوری انداز سے اپنے حریف کی کس حد تک ہمسری حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن ایسے مباحثہ میں ان سے میں ایک درخواست ضرور کروں گا۔ کہ اگر ایسے دوبدو مناظرے کے وقت موسم اسی طرح گرم ہو جس طرح میری تقریر حیدرآباد کے موقعہ پر تھا۔ تو وہ مجھے تقریر کے وقت کوٹ اتار دینے کی اجازت دے دیں۔

ہم نشرواشاعت کے ہر قسم کے ذرائع سے یکسر محروم ہیں۔

اس اسلامی جمہوریہ کے یہ صوبائی گورنر صاحب بڑی نفرت سے فرماتے ہیں کہ حیدرآباد میں جن سامعین سے میں نے خطاب کیا وہ "تانگے والوں۔ رکشہ والوں اور مزدوروں پر مشتمل تھے۔

جی ہاں! یہ بالکل درست ہے۔ اس اجتماع میں بیشک مزدوروں اور کسانوں کی بھاری تعداد موجود تھی۔ اور مجھے فخر ہے کہ میرے سامعین میں یہ طبقہ کافی تعداد میں موجود تھا۔ جن عوام کو جناب محمد موسیٰ نے اس قدر نفرت سے یاد کیا ہے۔ وہی طبقہ ہی تو میری متاعِ عزیز ہے، وہی عوام میری اصل ہی طاقت ہیں اور میرے تصوّر میں ایک مفلس اور غریب پاکستانی کی زندگی ان بیس خاندانوں کے وجود سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ جو ملک کی ساری دولت پر چھا گئے ہیں

میرے تصور میں ایک مفلس اور غریب پاکستانی کی زندگی ان بیس خاندانوں کے وجود سے کہیں قیمتی ہے جو ملک کی ساری دولت پر چھا گئے ہیں۔

اس ملک کے عوام اس لئے میرے حامی ہیں۔ کہ میری پارٹی کی اقتصادی حکمت عملی کا تعلق عوام سے ہے۔ اور ہم ملکی اقتصاد میں ہر طبقے کو برابر کا شریک سمجھتے ہیں۔

جی ہاں یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ حیدرآباد کی کنونشن

میں سامعین کا اجتماع محصوص سرکاری حکام کے اجتماع۔ سادہ لباس میں آئے ہوئے پولیس کے ملازمین مبینہ قسم کے دانشوروں اور ایسے افرادِ پر مشتمل نہیں تھا جو گورنر محمد موسیٰ کے ۱۱ر اکتوبر کے اجتماع میں دیکھا گیا۔

ہم ملکی اقتصادیں ہر طبقے کو برابر کا شریک سمجھتے ہیں!

ہوسِ اقتدار کے مریض

گورنر محمد موسیٰ نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں اپوزیشن کے لیڈروں کو" راندہ درگاہ "کے نام سے نوازا گیا — سیاست کے راندے ہوئے افراد سے ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان سیاست دانوں سے عوام بھی متنفر ہیں کیا سیاست کے راندے ہوئے افراد سے ان کی مراد ان لیڈروں کی ہے۔ جو سیاسی حقوق کی بحالی کے مخالف ہیں۔ جو عوام پر طاقت اور جبر سے حکمرانی کرتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر گورنر موسیٰ کا مفہوم ایسے افراد سے ہوتا کہ وہ خود سرکاری طبقے ہی کی مذمت کر رہے ہیں۔ سیاست سے راندے ہوئے افراد سے ان کی مراد یقیناً ان افراد سے بھی جو سیاسی حقوق کے حصول کے لئے لڑ رہے ہیں جو تقریروں اور جلسوں کی آزادی کے لئے جدّ و جہد کر رہے ہیں۔ جو

ہم انسانی عزت و آبرو اور انسانی وقار کیلئے سارے تنگ دو دو کررہے ہیں۔

انسانی عزت و آبرو اور انسانی وقار کے لئے ساری تگ و دو کر رہے ہیں۔ اور کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال کے خلاف نبرد آزما ہیں گورنر موسیٰ کے تصور میں راندۂ سیاست وہ لوگ ہیں جنہیں عوام کا اعتماد اور محبت حاصل ہے۔ اور جن پر تمام سختیاں صرف اس لئے ہو رہی ہیں کہ عوام کو ان سے لگاؤ ہے۔ اور ان پر پورا اعتماد ہے۔

جناب موسیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ بعض افراد ایسے ہیں جن کا مقصد سوا اس کے کچھ نہیں کہ وہ اقتدار حاصل کر سکیں۔ وہ کن لوگوں کے متعلق ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن مسٹر موسےٰ جن پر ہوس اقتدار کا آوازہ کستے ہیں کیا وہ لوگ حقیقتاً ایسے افراد ہی نہیں ہیں جو اقتدار کے لئے تڑپتے تھے۔ اور جب انہوں نے اقتدار حاصل کر لیا تو وہ ہر قیمت پر اور قوم کی ہر خواہش کیخلاف اقتدار کی کرسیوں پر براجمان رہنے پر تلے ہوئے ہیں اور یہی وہ طبقہ ہے۔ جو آج اپنے اقتدار کے دس سالہ دور کا جشن منانے کی جسارت کر رہا ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

اقتدار کے بھوکے وہ لوگ کبھی نہیں کہلا سکتے جنھوں نے اقتدار کی کرسیوں کو لات ماری مگر اصولوں کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

جناب والا! اقتدار کے بھوکے وہ لوگ کبھی بھی قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ جنہوں نے خود اقتدار کی کرسیوں کو لات ماردی۔ اور اصولوں کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ کیونکہ اختیار و اقتدار کے مقابلے میں انہیں قومی مفادات زیادہ عزیز تھے۔ لیکن اس کے برعکس جو لوگ آج برسرِ اقتدار ہیں وہ اقتدار سے محروم ہو جانا کبھی گوارا نہ کریں گے۔ خواہ ساری قوم بھاڑ میں جائے۔

اصول پرستی کا ڈھونگ

دکھ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی موجودہ حکمران طبقے کا ترجمان اس طبقہ کی بے اصولیوں کے باوجود اصول پرستی کے دعوے کرتا ہے۔ موجودہ حکمران طبقے کا کوئی اصول اور کوئی نصب العین نہیں ہے۔ لیکن ان کی زبانوں پر ہر وقت اصولوں کا ورد ہوتا ہے حالانکہ یہ طبقہ ان اصولوں کو بھی سراسر ترک کر چکا ہے جو اسے ورثے میں ملے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں جمہوریت کی روح فنا کر کے رکھ دی گئی ہے۔ اور لفظ جمہوریت کو دیدہ و دانستہ بنیادی جمہوری نظام کے حق میں غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے

پاکستان میں جمہوریت کی روح فنا کر کے رکھ دی گئی ہے

قوم کی حاکمیت اور حق خود ارادیت کو ختم کر کے رکھ دیا ہے اور نظریۂ پاکستان کو دفن کر چکنے کے بعد وہ محض دولت کے حصول کے لئے حکمرانی کر رہے ہیں۔

اس کے برعکس ہمارے اصول بالکل صاف غیر مبہم اور واضح ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے نصب العین کا لبِّ لباب ان چند الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

- ہمارا مذہب دین متین اسلام ہے۔
- ہماری سیاست جمہوریت کا دوسرا نام ہے۔
- ہماری اقتصادیات کا مفہوم سوشلزم ہے۔

پیپلز پارٹی کی سیاست جمہوریت کا دوسرا نام ہے

جہاں ہمارے سامنے جمہوری سوشلسٹ طرز کا ایک پروگرام موجود ہے جبکہ موجودہ حکمران طبقے کا سارا فلسفہ چند کاسہ لیسوں کے ہاتھ میں دولت مرکوز کر دینے پر مبنی ہے۔ جناب موسیٰ کا یہ ارشاد سراسر غلط ہے۔ کہ ملک میں ایک سازشی طبقہ موجود ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ نظام کی اپنی کارروائیاں اور پالیسیاں ہی اندرونی نفاق اور خلفشار کا موجب بن رہی ہیں مثال کے طور پر حکمران طبقے نے خود ہی تبا‌ہی

جناب موسیٰ کا یہ ارشاد سراسر غلط ہے کہ ملک میں ایک سازشی طبقہ موجود ہے۔

حکمران طبقے نے خود ہی قبائلی علاقوں کے مسائل کھڑے کر دیئے ہیں۔

علاقوں کے مسائل کھڑے کر دیئے ہیں اور قومی زبان کے طے شدہ مسئلہ کو پھر باعث نزاع بنا دیا ہے۔ اور اس مسئلہ نے پھر ایسی اختلافی اور نزاعی صورت حال پیدا کر دی ہے جو شاید آسانی سے ختم نہ ہو سکے۔

انتشار اور افتراق کے ذمہ دار

موجودہ حکمران طبقے نے ہر مسئلہ کو نسلی تعصب کی عینک سے دیکھنا شروع کر رکھا ہے۔ کیونکہ اس طبقے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ حکمرانی ان کا ابدی حق ہے۔ اسی طرح قومی اتحاد کو کمزور بنانے کے ذمہ دار بھی ایسے ہی افراد ہیں جو ملک کے دونوں ہی بازوؤں کے مابین اختلافات کی موجودگی کا ڈھونگ رچا کر علاقائی عصبیت پھیلا رہے ہیں۔ ان لوگوں کے برسر اقتدار آنے سے پہلے نہ چھ نکاتی مطالبات کا کہیں ذکر تھا اور نہ "جے سندھ" کے نعرے ہی سنے جاتے تھے ان کے برسر اقتدار آنے سے پہلے عظیم تر بلوچستان کی آواز بھی کبھی نہیں سنی گئی تھی۔ اور نہ پختونستان کے قیام کا مطالبہ پھر سے شروع ہوا تھا۔

دس سالہ دور اقتدار سے پنجاب کی آنکھیں بھی کھل گئی ہیں اور کراچی میں بھی عجیب مایوسی چھا گئی ہے۔

ان کے دس سالہ دور اقتدار سے پنجاب کی بھی آنکھیں کھل گئی ہیں اور کراچی میں بھی عجیب مایوسی

چھا گئی ہے۔ جہاں بعض اوقات کربلا کی طرح پانی نہیں ملتا۔ اور جہاں اب اوقات چینی جیسی ضروریات زندگی یکایک غائب ہو جاتی ہیں۔ سندھ اور بلوچستان ناخوش ہیں بنگالی ناراض ہے۔ اور سرحدی صوبہ الگ اس لئے بیزار ہے کہ اس پر چند شخصیتیں من مانی کارروائیاں کر رہی ہیں اس جتھے نے پاکستان کے عوام میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ اور اندرونی منافرت اور خصومتوں کی فضا پیدا کر دی ہے۔ چونکہ موجودہ نظام میں کاروبار حکومت میں مساویانہ شرکت کا کوئی بھی تصور ہی نہیں ہے۔ بلکہ سارا کام خصوصی مراعات اور اختیارات کے اصول پر چلتا ہے اس لئے یہ صورت حال ایسی قوم میں باہمی افہام و تفہیم اور ہم آہنگی کی فضا پیدا نہیں کر سکتی۔ جس کے افراد کی بولیاں مختلف ہیں۔

نسلی اعتبار سے مالک طبقے ہیں۔ اور ہر طبقے پر مقامی روایات اور رسم و رواج کا سارا غلبہ ہے۔

اپوزیشن پارٹیوں کا متحدہ محاذ

جناب محمد موسیٰ مجھے اس لئے مفرور وار گردانتے ہیں۔ کہ میں سوشلسٹ کی وجہ سے حزب اختلاف کے مختلف طبقوں میں اتحاد قائم کرنا چاہتا ہوں اور یہ امر واقعہ ہے۔ کہ میں اس مقصد کی تکمیل کے لئے ساری جدوجہد کر رہا ہوں۔ لیکن گورنر موسیٰ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسی جدوجہد میں میں یکا و تنہا نہیں ہوں۔ اپوزیشن پارٹیوں کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع کر کے انہیں ایک متحدہ حزب اختلاف بنانے کے لئے صرف میں ہی دوڑ دھوپ نہیں کر رہا۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں۔ اور ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کر چکا ہوں کہ اس امر کا پورا پورا امکان موجود ہے۔ کہ تمام اپوزیشن پارٹیاں ایک مشترکہ نصب العین پر متحد ہو سکیں۔ اور یہ مشترکہ نصب العین ملک میں حق رائے دہی بالغان بنیادی حقوق اور جمہوریت کی بحالی کے مطالبات پر مبنی ہے۔ میری جماعت کے اصولوں کا کسی قیمت پر بھی سودا نہیں ہو سکتا۔ اور مسٹر موسیٰ ہمارے ان اصولوں کے گارڈین نہیں ہیں۔

میری جماعت کے اصولوں کا کسی قیمت پر بھی سودا نہیں ہو سکتا

اپوزیشن پارٹیوں کا متحدہ محاذ قائم کرنے کے متعلق میرے ذہن میں جو تصور ہے۔ وہ کئی ملکوں میں خصوصاً آمریت والے ملک میں آزمایا جا چکا ہے۔ اور ان ملکوں کی سیاسی زندگی کی روح بن چکا ہے پاکستان کی ۱۱ سالہ زندگی میں متحدہ حزب اختلاف ۱۹۵۴ء میں مشرقی پاکستان میں قائم کیا گیا۔ اور پھر ایک اتحاد پچھلے صدارتی انتخاب میں بھی معرض وجود میں آیا۔

چنانچہ میں اسے اپنا اولین فرض سمجھتا ہوں کہ میری جماعت دیگر اپوزیشن پارٹیوں کے ساتھ پورا پورا اتحاد و تعاون قائم کرے تاکہ عوام کی حاکمیت اور خود مختاری کے حصول کے مشترکہ نصب العین کو کامیاب بنایا جا سکے۔

میں چاہتا ہوں میری جماعت اپوزیشن پارٹیوں سے پورا پورا اتحاد کرے۔

میرے جاگیردار مشیر

جہاں تک جاگیردار طبقے سے میرے روابط کا معاملہ ہے۔ اور جسے گورنر موصوف میرے سیاسی اصولوں کے منافی قرار دیتے ہیں۔ میں ان پر ایک اہم حقیقت واضح کر دینا چاہتا ہوں جو ایک صوبائی گورنر کی حیثیت سے انہیں از خود معلوم ہونی چاہیے

تھی۔ اور وہ یہ حقیقت ہے۔ کہ کئی بڑے زمیندار اور جاگیردار ایسے بھی موجود ہیں جن کے سیاسی نظریات انتہائی ترقی پسندانہ ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض افراد ان ہی نظریات کی وجہ سے باوجود نظریات میں کئی صعوبتیں بھی برداشت کر چکے ہیں یہ ان کا قصور نہیں تھا۔ کہ وہ کسی جاگیردار گھرانے میں پیدا ہو گئے۔

کئی زمیندار اور جاگیردار ایسے بھی موجود ہیں جنکے سیاسی نظریات انتہائی ترقی پسندانہ ہیں

یہ حقیقت بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی غریب اور نادار گھرانے میں پیدا ہوا ہو اور موجودہ نظام کی بدولت آج جاگیرداروں سے بھی زیادہ دولت و ثروت کا مالک بن گیا ہو کیا میں گورنر محمد موسیٰ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرا سکتا ہوں۔ کہ سردار کا خطاب تو رہا ایک طرف حکومت آج بھی شہزادے اور نواب کے خطابات سے لوگوں کو نہیں نواز رہی سچ بات تو یہ ہے۔ کہ موجودہ حکومت میں ہی جاگیرداروں کا ایک نیا طبقہ پیدا کرنے کا رجحان ہی پایا جاتا ہے۔

جناب محمد موسیٰ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے

"کہ میرا ایک تازہ ترین ناصح اور مشیر ایک
ایسا دانشور ہے۔ جسے ہائیکورٹ تک بھی
پاکستان کا غدار قرار دے چکی ہے۔"

میرے پاس نہایت مخلص جماعتی کارکن موجود ہیں جنہیں میں اپنے رفقاء کار سمجھتا ہوں۔

میں جناب محمد موسیٰ کی خدمت میں عرض کر دینا
چاہتا ہوں کہ مجھے کسی ناصح یا مشیر کی ہرگز حاجت
نہیں میرے پاس نہایت مخلص جماعتی کارکن موجود
ہیں جنہیں میں اپنے رفقائے کار سمجھتا ہوں اور
جو میرے خلاف نظریات سے بالکل متفق اور
حامی ہیں۔ سوشلسٹوں کو ناصحوں اور مشیروں کی
ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ ایسے راسپوتینوں کی
محتاجی تو حکمران طبقے کی ہی ہو سکتی ہے۔

دیگراں را نصیحت ....

جب موجودہ طبقہ برسرِاقتدار آیا تو اس نے سیاستدانوں کو لچوں لفنگوں کے خطاب سے نوازا۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس نظام کے ایک اتنے
بڑے ترجمان کو بعض لوگوں کے ساتھ میرے روابط
سے خوف کیوں محسوس ہو رہا ہے۔ خود موجودہ نظام
نے حال ہی میں اپنے حامی تلاش کرنے میں کیسے
کیسے لوگوں کو نوازا ہے۔ جب موجودہ طبقہ برسرِاقتدار
آیا۔ تو اس نے سیاست دانوں کو لفنگوں لچوں کے
خطاب سے نوازا۔ انہیں بددیانت قرار دیا۔ اور

ان پر طرح طرح کے الزام عائد کئے۔ اور ایبڈو کے تحت ان میں سے بہت ہوں کو سیاسی زندگی سے محروم کردیا۔ صدر محمد ایوب خان نے ۸ر اکتوبر ۱۹۵۸ کو قوم کے نام اپنی اولین نشری تقریر میں فرمایا تھا۔

موجودہ حکومت نے ایبڈو کے تحت بہت سے سیاست دانوں کو سیاسی زندگی سے محروم کردیا۔

" جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ یہ تمام ناگوار صورت حال بعض ایسے خود غرض افراد نے پیدا کی جو سیاسی قیادت کا لبادہ اوڑھ کر ملک کو برباد کر رہے تھے۔ اور ذاتی مفادات کے لئے ملک کا غیروں سے سودا تک کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان میں سے بعض اسے اپنا ازلی حق سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان کو یہ زعم تھا کہ پاکستان انہوں نے قائم کیا دوسرا طبقہ وہ تھا جو سرے ہی سے پاکستان کے وجود کے خلاف تھا۔ چنانچہ وہ اسے ختم کرنے پر کھلم کھلا ہو تھا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تھا۔ تو کم از کم ان گوناگوں مشکلات سے ضرور وہ

سیاستدان ملک کا غیروں سے سودا تک کرنے کی کوشش کررہے تھے۔

دو چار کر رہا تھا۔ ایسے افراد کا مقصد
بجز شہرت اور ہوس اقتدار
کے اور کچھ نہیں ہے۔

اب میں چند باتیں انتشار پسندوں
سیاسی موقع پسندوں سمگلروں چور
بازاری کرنے والوں اور معاشرے کے
ان دیگر افراد کے متعلق بھی کہنا چاہتا
ہوں۔ کہ قوم اور عوام آپ کی شکل
تک سے بیزار ہیں۔ اس لئے میں آپ
کو یہ نیک مشورہ دیتا ہوں کہ آپ
لوگ اپنی زندگی کا ورق الٹ لیں
اور شریفانہ وطیرہ اختیار کر لیں اور
ورنہ آپ کے خلاف سخت احتساب
ہوگا۔ بلکہ جلد سے جلد ہوگا۔ اور
یقینی طور پر ہو کر رہے گا۔ بہرکیف
ایسے لوگوں کو اس مغالطے میں نہیں
رہنا چاہیئے۔ کہ ہم ان سے غافل نہیں
رہیں گے۔ ہم انہیں جلد سے جلد کیفر
کردار کو پہنچا کر رہیں گے۔

قوم اور عوام آپکی شکل تک سے بیزار ہیں اسلئے آپ لوگ اپنی زندگی کا ورق الٹ لیں۔

ہم ان کو جلد سے جلد کیفر کردار تک پہنچا کر رہیں گے۔

لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ حقیقتاً ہوا
کیا۔ حکومت کی نوازشات ان ہی افراد پر عام
ہیں اور ان ہی کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا
جارہا ہے۔ جنہیں ایبڈو نذدہ کیا گیا ہے۔ ایک
ایبڈو زدہ سیاست دان جس کے خلاف نہایت
سنگین الزامات عائد تھے۔ آج ماشاءاللہ گورنر
محمد موسیٰ ہی کی کابینہ کے ایک رکن ہیں۔

موجودہ حکومت جسے ناپسند کرتی ہے۔ اسے فوراً
غدار قرار دے دیتی ہے۔ وہی لوگ جو درپردہ بیٹھ
کر چالیں چلا کرتے تھے۔ اور آج ارکانِ حکومت
میں شامل ہیں۔ انہوں نے فضل حق کو غدار قرار
دیا۔ اور بعد میں انہیں وزیر بنا دیا۔

مرحوم شہید سہروردی کو بھارتی باشندہ اور
غدارِ وطن کہا جاتا تھا۔ لیکن انہیں وزیر اعظم کے
عہدہ پر فائز کر دیا گیا۔ اسی حکومت نے خان آف
قلات کو حکومت کے خلاف خطرناک سرگرمیوں کے
جرم کی پاداش میں جیل بھیج دیا۔ لیکن آج وہی
خان آف قلات گورنر محمد موسیٰ کے مشیر ہیں

موجودہ نظام کی لغت میں اس کے کاسہ لیس

وہ لوگ جو درپردہ بیٹھ کر چالیں چلا کرتے تھے آج ارکانِ حکومت میں شامل ہیں

محبانِ وطن ہیں۔ اور ان کے مخالفین غدارانِ وطن ہیں۔ ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ پاکستان کے عوام کی بھاری اکثریت موجودہ حکومت کے خلاف ہے۔ لیکن کیا اس بھاری اکثریت کو بھی غدار کیا جا سکتا ہے۔

ہم خوب جانتے ہیں کہ پاکستانی عوام کی بھاری اکثریت موجودہ حکومت کے خلاف ہے۔

توہینِ عدالت

گورنر محمد موسیٰ نے میرے متعلق فرمایا ہے۔

"یہ شخص ان افراد کے ساتھ ہے اور ان افراد کی قانونی پیروی کی پیشکش کر چکا ہے۔ جن پر مشرقی پاکستان کے مرکز سے علیحدہ کرنے کا الزام عائد ہے۔ اور جن پر اسی الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔"

فرما رہے ہیں۔ انہیں قانون کا یہ ابتدائی اصول اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جب تک کسی شخص پر کوئی جرم ثابت نہ ہو جائے۔ اسے بے گناہ تصور کرنا پڑتا ہے۔ لیکن گورنر محمد موسے نے کھلم کھلا اس قانونی نکتے کی خلاف ورزی سے بھی احتراز نہیں فرمایا میرا ایک وکیل کی حیثیت سے کسی عدالت میں پیش ہونا ہرگز

جب کسی شخص پر کوئی جرم ثابت نہ ہو جائے اسے بے گناہ تصور کرنا پڑتا ہے

اس بات کو ساری دنیا تو شاید سمجھ سکتی ہو لیکن نہیں سمجھ سکتے تو ایک گورنر موسیٰ نہیں سمجھ سکتے۔

یہ ثابت نہیں کرتا۔ کہ بھارت کے خلاف میرے جو خیالات اور نظریات ہیں ان میں کوئی تضاد واقع ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات اس قدر واضح اور سہل الفہم ہے۔ کہ اسے ساری دنیا تو شاید سمجھتی ہو۔ لیکن نہیں سمجھ سکتے۔ تو ایک گورنر محمد موسیٰ ہی نہیں سمجھتے۔

کینیڈی مارکیٹ

جناب محمد موسےٰ نے کینیڈی مارکیٹ کے ضمن میں جو کچھ میرے متعلق فرمایا ہے۔ وہ سراسر غلط ہے۔ چونکہ یہ معاملہ عدالت میں ہے۔ میں اس پر تبصرہ نہیں کر سکتا عدالت انصاف کے متعلق ایک ناواجب رویہ اختیار کرنا بھی جناب محمد موسیٰ ہی کا حصہ ہو سکتا ہے۔

وحدت مغربی پاکستان

دوسرے آئینی مسائل کی طرح ون یونٹ کا مسئلہ بھی جمہوری طریقے پر عوام کی مرضی سے طے ہونا چاہیئے تھا

جہاں تک وحدت مغربی پاکستان کا معاملہ ہے میں نے اس کے متعلق کوئی مخالفانہ حیثیت پیش نہیں کی۔ میں صاف صاف یہ وضاحت کر چکا ہوں۔ کہ دوسرے آئینی مسائل کی طرح ون یونٹ کا مسئلہ بھی جمہوری طریقے پر عوام کی مرضی سے طے ہونا چاہیئے تھا نہ کہ ایک آمرانہ فرمان کے ذریعہ سے۔ اگر موجودہ حکومت وحدت مغربی پاکستان کی اتنی بڑی محافظ ہی ہے۔

تو اسے اخلاقی جرأت سے کام لے کر عوام کو یہ بتا دینے کا حوصلہ کیوں نہیں پڑتا۔ کہ ۱۹۶۱ میں جنرل کے ایم شیخ کی قیادت میں اعلے اختیار کی جو کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ اس کا مقصد کیا تھا

موجودہ حکومت کو دوسروں پر پتھر پھینکنے وقت پہلے اپنے بارے میں سوچ لینا چاہیئے۔

موجودہ حکومت کے ترجمانوں کو جنہوں نے اپنے مسندِ اقتدار شیشے کے گھر میں قائم رکھے ہیں انہیں دوسروں پر پتھر پھینکنے وقت پہلے سے سوچ سمجھ لینا چاہیئے۔

یونیورسٹی آرڈیننس

جناب موسیٰ کی حکومت نے یونیورسٹی آرڈیننس کی شکل میں طلبہ کو جس بڑی طرح بیڑیاں پہنا دی ہیں وہ ہرگز یہ دعوےٰ کرنے کی مستحق نہیں۔ کہ وہ قوم کے نوجوانوں سے قوم کے آئندہ بننے والے لیڈروں کے شان شایان سلوک روا رکھ رہی ہے۔ میں نے ہمیشہ یہ کہا ہے۔ کہ ہمارے ملک کے نوجوان ہم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔ انہیں مستقبل کی ذمہ داریاں سونپنے کے لئے تیار کرتے وقت ہمیں ان پر اعتماد ہونا چاہیئے۔ نہ کہ ان کو دبانے کی کوشش کی جائے ملک کے نوجوان ان افراد کو خوب پہچانتے ہیں کہ کون ان

موجودہ حکومت طلبا سے یہ دعویٰ کرنے کی مستحق نہیں ہے کہ وہ قوم کے نوجوانوں سے قوم کے آئندہ بننے والے لیڈروں کے شان شایان سلوک روا رکھ رہی ہے

کے بہی خواہ اور ہمدرد ہیں اور کون ان پر پابندیاں اور سختیاں عائد کر رہے ہیں۔ وہ جناب محمد موسےٰ کے ارشادات سے دھوکہ نہیں کھا سکتے۔

جنگ ستمبر میں مسٹر موسےٰ خود کہاں تھے

ستمبر ۶۵ء میں میں وہیں تھا جہاں میرا مقام تھا۔

جناب موسےٰ نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ میں ۶۵ء میں کہاں چھپا بیٹھا تھا۔ اور کیوں محاذ جنگ پر موجود نہیں تھا۔؟ میں ان سے یہی عرض کر سکتا ہوں کہ جناب والا۔! میں واقعی وہاں موجود تھا جہاں میرا مقام تھا۔ میں بحیثیت وزیر خارجہ اپنے فرائض پر باقاعدہ موجود تھا۔ اور پاکستان کے لئے بین الاقوامی حمایت حاصل کرنے کی پوری جدوجہد کر رہا تھا۔

میں ستمبر ۱۹۶۵ء میں چین انڈونیشیا ایران اور ترکیہ کے ساتھ نہایت اہم گفت وشنید میں مصروف رہا۔

کیونکہ جنگ ستمبر ۶۵ء میں یہی اصول میرا سب سے اہم ترین فریضہ تھا۔ میں ستمبر ۶۵ میں چین انڈونیشیا، ایران۔ اور ترکیہ کے ساتھ نہایت اہم گفت وشنید میں مصروف رہا۔ میں کوئی پیشہ ور فوجی سپاہی نہیں تھا اور میں وہ تمام فرائض منصبی پوری طرح ادا کر رہا تھا۔ جو مجھے سونپے گئے تھے۔

کیا میں جناب محمد موسےٰ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آیا وہ ان ایام میں دشمن پر مشین گنوں سے گولیاں برسارہے ہیں یا اس پر دستی بم پھینک رہے ہیں آخر وہ خود تو پیشہ ور سپاہی تھے۔ لیکن وہ بھی بحیثیت کمانڈر انچیف اپنے اس مقام پر موجود رہے۔ جو محاذ جنگ پر نہیں تھا۔ اسی طرح میں بھی بحیثیت وزیر خارجہ وہیں موجود تھا۔ جہاں میرا مقام تھا

ستمبر ۱۹۶۵ میں پاکستان کیلئے عالمی ضمانت حاصل کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

سیکرٹریوں کی کمیٹی

گورنر محمد موسےٰ نے شکایت کی ہے۔ کہ میں نے وزارت خارجہ کی قائم کردہ ایک کمیٹی کے اجلاس میں شرکت نہ کی۔ لیکن جس کمیٹی کا جناب موسےٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ وہ کمیٹی سیکرٹریوں کی سطح کی کمیٹی تھی۔ اور جیسا کہ مناسب تھا۔ وزارت خارجہ کا سیکرٹری باقاعدہ اس کے اجلاسوں میں شرکت کرتا رہا۔ اور جنرل محمد موسیٰ محکمہ دفاع کی طرف سے اس میں شرکت فرماتے رہے۔ اور انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ وزیر دفاع کی حیثیت سے شریک نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ کمانڈر انچیف کی حیثیت سے شرکت کرتے تھے۔ سیکرٹریوں کے اجلاس میں شامل ہونا میرا کام نہیں تھا۔ کیونکہ

میں نے بحیثیت وزیر خارجہ کمانڈر انچیف کی ایسی سفارشات مسترد کر دیں جو غیر مبہم تھیں۔

پر اسلام کی طرف سے بھی یہ فریضہ عائد ہوتا ہے جو غیر مسلم ہمارے وطن میں رہتے ہوں ہم ان کی جانوں کی حفاظت کریں۔ یہ پیغام موصول ہونے کے بعد میں نے کمشنر حیدرآباد ڈویژن سے رابطہ پیدا کیا اور انہیں ہدایت کی۔ کہ وہ نظم و نسق اور امن کی فضا مکدر نہ ہونے دیں۔ اور اس بات کا پورا خیال رکھیں کہ کسی کے ساتھ ناانصافی اور ظلم نہ ہو۔ کیونکہ اگر پاکستان میں آباد ہندوؤں پر حملہ کر دیا جاتا تو بھارت میں آباد کروڑوں مسلمانوں کا خون بہہ جاتا۔

اگر پاکستان میں آباد ہندوؤں پر حملہ کر دیا جاتا تو بھارت میں آباد کروڑوں مسلمانوں کا خون بہہ جاتا۔

۱۹۴۷ء میں اس سے بھی ہنگامی صورت حال میں جب کراچی میں فرقہ وارانہ فساد ہو گیا تھا۔ تو وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے "قائد اعظمؒ" کو ایک تار کے ذریعہ آگاہ کیا تھا۔ کہ اگر فرقہ وارانہ فسادات جاری رہے۔ تو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں ہمارے معاملے کو سخت نقصان پہنچے گا۔ میں نے ۱۹۷۵ میں تھرپارکر کے ایک رکنی صوبائی اسمبلی کے پیغام پر جو اتفاقاً ہندو تھا جو متذکرہ صدر سانحہ میں وہ ۱۹۴۸ کے واقعہ سے کہیں زیادہ اہم اور ضروری

اگر فرقہ وارانہ فسادات جاری رہے تو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں ہمارے معاملے کو سخت نقصان پہنچے گا۔

تھا۔ ستمبر ۱۹۶۵ء میں جن افراد نے توڑ پھوڑ کی
کارروائیاں کیں ان پر مقدمات چلائے گئے۔ اور
قرار واقعی سزائیں دی گئیں۔ یہ امر کہ تھرپارکر
کا ہندو رکن اسمبلی گرفتار نہ کیا گیا اور وہ بدستور اسمبلی
کے سرکاری بنچوں میں آ بیٹھا ہے۔ اس بات کا بین ثبوت
ہے۔ کہ حکومت نے قطعی طور پر اسے مجرم نہیں گردانا
تھا۔ اس بے معنی الزام کا سب سے قابل ذکر پہلو یہ
ہے۔ کہ جب جنگ ستمبر ۱۹۶۵ کے ایام میں میں کراچی
گیا۔ تو مجھے بتایا گیا۔ کہ میری حفاظت کے لئے نہایت
سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اطلاع ملی ہے
کہ بھارت نے راجستھان کے محاذ سے ایسے چھاپہ مار
یہاں بھیجے ہیں۔ جن کے ذمہ مجھے ٹھکانے لگا دینے
کا کام ہے۔ لیکن آج مجھ پر جس کی جان کے پیچھے
بھارت کی تمام طاقتیں پڑی ہوئی ہیں یہ الزام
عاید کیا جارہا ہے۔ کہ میں توڑ پھوڑ کی کارروائیاں
کرنے والے بھارتی جاسوسوں کا محافظ تھا۔

بھارت نے راجستھان کے محاذ سے ایسے چھاپہ مار کراچی بھیجے تھے جن کے ذمہ مجھے ٹھکانے لگانے کا کام تھا۔

عوامی معلومات کے ذرائع

معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ موجودہ حکومت اعصابی
عارضے کا شکار ہے۔ اور وہ اپنی غلط کاریوں پر

معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت اعصابی عارضے کا شکار ہے۔

پر پردہ ڈالنا چاہتی ہیں۔ شاید حکومت کو یہ غلط فہمی ہے۔ کہ لوگ انجان ہیں اسے یہ معلوم نہیں کہ عوام حکومت سے بھی زیادہ معلومات رکھتے ہیں حکومت بے شک اخبارات پر کنٹرول رکھ سکتی ہے لیکن وہ عوام کی معلومات کے ذرائع کو کہاں تک ختم کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح دوسرے ممالک کی خبروں کے ذرائع کو کس حد تک بند کر سکتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ بے شمار ایسی باتیں غیر ملکی اخبارات کے کالموں میں شائع ہوتی رہتی ہیں جن کی اشاعت ان کو ہرگز گوارا نہیں ہوتی۔ اور پھر یہ کہ غیر ملکی پریس کی بہت سی اطلاعات کسی نہ کسی طرح پاکستان کے لوگوں تک پہنچتی رہتی ہیں۔ حکومت کی دھاندلیاں عوام سے کب تک پوشیدہ رہ سکتی ہیں۔

بے شک اخبارات پر کنٹرول رکھ سکتی ہے لیکن وہ عوام کی معلومات کے ذرائع کو کس حد تک بند کر سکتی ہے۔

مجھ سے فوراً محاسبہ کیوں نہ کیا گیا

میں صرف یہ سادہ سا سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسٹر ہو سے نے مجھ پر جو یہ الزامات عائد کئے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو مجھ سے فوراً اس وقت محاسبہ کیوں نہ کیا گیا جب میں کرسی اقتدار سے اتر گیا تھا مجھ پر پاکستان کے آئین کی دفعہ ۱۲۱ کیوں نہ لگائی

اگر مجھ پر لگائے گئے الزامات صحیح ہیں تو مجھ سے فوراً محاسبہ کیوں نہ کیا گیا۔

گئی۔ بلکہ میرے استعفیٰ کے موقعہ پر صدر مملکت نے میری خدمات اور تعریفوں کے پل باندھ دیئے۔ جس سے یہ منکشف ہوتا ہے۔ کہ وہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ لوگوں کو حکومت سے میری علیحدگی کے اصل اسباب کا علم ہو جائے۔ میں گورنر موصوف سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ حکومت نے میرے مستعفی ہو جانے کے موقعہ پر عوام کو اس امر سے بے خبر رکھنے کی اس قدر جد وجہد کیوں کی۔ ملک میں جا بجا کیا ہو رہا ہے۔ مجھ سے یہ درخواست کیوں کی گئی۔ کہ میں طویل چھٹی پر ملک سے باہر چلا جاؤں اور وہ اس سوال کا جواب بھجوا دیں۔ کہ حکومت سے میری علیحدگی کے بعد جگہ جگہ غیر معمولی احتجاج اور مظاہرے ہوئے۔

حکومت نہیں چاہتی تھی کہ لوگوں کو حکومت سے میری علیحدگی کے اصل اسباب کا علم ہو جائے۔

میرا حقیقی گلہ

مجھے اس بات کا گلہ نہیں ہے۔ کہ میرے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ مجھے گلہ ہے تو صرف اس چیز کا ہے۔ کہ ملک کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا اور اس وقت کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ مجھے اس بات کا گلہ ہے۔ کہ حکومت نے قوم کے ساتھ بیوفائی کی ہے جس

حکومت نے قوم کے ساتھ بیوفائی کی ہے۔

نے حکومت کی حکمت عملی پر بعض اوقات نکتہ چینی کی ہے۔ اور پاکستان کا ایک شہری ہونے کی حیثیت سے مجھے بجا طور پر اس تنقید کا حق پہنچتا ہے۔ لیکن گورنر محمد موسیٰ نے عجیب انداز کر رکھا ہے۔ وہ ایک طرف تو مجھ پر سرکاری الزام فارشش کرنے کا الزام رکھتے ہیں اور دوسری طرف مجھے یہ بھی نہیں بتاتے دیتے کہ قوم کے ساتھ کس طرح بے وفائی کی گئی ہے

پاکستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے مجھے بجا طور پر حکومت پر تنقید کا حق پہنچتا ہے۔

بھارتی ہائی کمشنر سے ملاقات

جناب موسیٰ کا کہنا ہے۔ کہ میں جب بھارتی ہائی کمشنر کے ہاں گیا۔ تو میں عقبی دروازے کے راستے گیا۔ یہ بھی سراسر غلط الزام ہے۔ میں بھارتی ہائی کمشنر کے ہاں دن دھاڑے تقریباً ایک بجے دوپہر گیا اور اپنی موٹر کار میں گیا۔ اور صدر دروازے سے اندر داخل ہوا بھلا میں بھارتی ہائی کمشنر کے دفتر میں چوری چھپے جا ہی کیسے سکتا تھا جبکہ سی آئی ڈی دن رات سائے کی طرح میرے پیچھے لگی رہتی ہے۔

میں بھارتی ہائی کمشنر سے چوری چھپے کیسے مل سکتا تھا جبکہ سی آئی ڈی دن رات سائے کی طرح میرے پیچھے لگی رہتی تھی

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں بھارتی ہائی کمشنر کے ہاں نہ سندھ طاس کے معاہدے پر دستخط کرنے کے

لئے گیا تھا۔ اور نہ مشترکہ دفاع کے سمجھوتے کے لئے گیا تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے، کہ مجھ سے اس ملاقات کی درخواست خود بھارتی ہائی کمشنر نے کی تھی۔ جو میری سابقہ وزیر خارجہ کی حیثیت سے میرے ساتھ پاک بھارت تعلقات پر تبادلہ خیال کرنا چاہتے تھے۔

حب الوطنی کے دعوے

آج جو بھی موجودہ حکومت سے اختلاف رکھتا ہے۔ اسے فوراً ملک کا غدار کہہ دیا جاتا ہے۔ مگر موجودہ حکومت کو کس بناء پر حب الوطنی کا دعوے کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ کیا یہ حکومت اپنے منظور نظر تاجروں اور صنعت کاروں کی حمایت کی اجارہ داری حاصل کر کے حب الوطنی سمجھتی ہے میں کہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کو محب وطن کہلانے کا ہرگز حق نہیں پہنچتا۔ آخر اعلان تاشقند پر دستخط کس نے ثبت کئے تھے۔؟ بھارت کے ساتھ مشترکہ دفاع کے معاہدے کا متمنی کون تھا؟ شمال کی طرف سے کون خطرے کی آواز بلند کرتا تھا؟ سندھ طاس کے معاہدے پر کس نے دستخط

کیا یہ حکومت اپنے منظور نظر تاجروں اور صنعتکاروں کی حمایت کی اجارہ داری حاصل کر کے حب الوطنی سمجھتی ہے

ثبت کئے تھے۔ اور اب فرخا بیراج کی تعمیر کے سلسلے میں بھارتی ضد کے سامنے کون جھکتا چلا جا رہا ہے میری طرف سے آسام پر پاکستان کے حق کا سوال اٹھانے پر اسے برہمی ہوئی تھی؟ ایک پاکستانی رقبہ ایک غیر ملکی طاقت کو پٹے پر دے کر کس نے پاکستان کی خود مختاری کو ٹھیس پہنچائی۔؟

ایک پاکستانی رقبہ ایک غیر ملکی طاقت کو پٹے پر دے کر کس نے پاکستان کی خود مختاری کو ٹھیس پہنچائی۔

پاکستان کے دشمن ایسی حکومت کے متعلق کیا سوچتے ہوں گے۔ جو اپنے حق میں ہر طرف سے تعریفی سندات حاصل کرنے سے نہیں گھبراتی۔ قومی مفادات چھوڑ کر ایسی تعریفیں کرا لینا بڑی آسان بات ہے کیونکہ موجودہ حکومت غیر ملکی طاقتوں کے دباؤ تلے آ کر اپنے قومی مفادات کے تحفظ سے غافل ہے۔

۲۶ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۸ء کو

پشاور میں ڈسٹرکٹ پیپلز پارٹی کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں تقریر کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا۔

خواتین و حضرات ـــــــ اسلام و علیکم

آئندہ انتخابات میں
ہم سخت مقابلہ کرینگے

میں پیشنگوئی نہیں کرنا چاہتا لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر اپوزیشن پارٹیوں کا اتحاد ہو گیا۔ تو وہ آئندہ انتخابات میں سابقہ انتخابات سے بھی زیادہ سخت تر مقابلہ کر سکیں گی۔ اور آخری جیت عوام ہی

کو حاصل ہو گی۔ حکومت کے اہم ترین فرائض منصبی بتاتے ہوئے مسٹر بھٹو نے انہیں تین لازمی حصوں میں تقسیم کیا۔

۱۔ آئینی مسائل ۲۔ سیاسی مسائل ۳ اقتصادی مسائل۔ آپ نے کہا کہ اگر پچھلے دس کی آئینی کارگزاری پر نظر ڈالی جائے۔ تو لازماً یہ نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے۔ کہ موجودہ حکومت نہ پارلیمانی ہے اور نہ صدارتی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ ہر طرح کے آئینی اصولوں سے مبرا ہے۔

موجودہ حکومت نہ پارلیمانی ہے نہ تجارتی

مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ ۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد سیاسی جماعتوں کو ان کی بے لضباعتی کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ اور بنیادی جمہوری نظام نافذ کر دیا گیا۔ زعم یہ تھا۔ کہ ملک سیاسی جماعتوں کے بغیر ہی ترقی کر سکے گا۔ لیکن چھ سال کے بعد صدر ایوب کو خود ہی صدارتِ مسلم لیگ سنبھالنی پڑی جسے وہ ملک کی کرتا دھرتا واحد جماعت قرار دیتے ہیں آپ نے کہا۔ کہ میں سوشلزم کا نام لیتا ہوں تو کہا جاتا ہے۔ کہ میں غیر اسلامی باتیں کرتا ہوں حالانکہ اسلام کی بنیاد مساوات ہے۔ اگر یہ امر واقعہ ہے۔ تو

میں اپوزیشن کا متحدہ محاذ بنانے میں کوشش جاری رکھوں گا۔

تو حکمران طبقے کا موجودہ اقتصادی نظام سراسر غیر اسلامی ثابت کیا جاسکتا ہے۔

حکمران طبقے کا موجودہ اقتصادی نظام سراسر غیر اسلامی ثابت کیا جا سکتا ہے۔

بنیادی جمہوری نظام پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ اس سسٹم نے اپنے زعم میں قوم کو اس کے امراض کے علاج کے لئے حکیم عطا کر رکھے ہیں۔ لیکن اگر یہ نظام حقیقتاً جمہوری ہوتا۔ تو وہ فرانس جیسے ملکوں کے نظام کی طرح کا ہوتا آپ نے دس سالہ دور ترقی کے جشن پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا۔ کہ گذشتہ دس برس کے دور کو بدعنوانیوں عوام کو لوٹنے کھسوٹنے اور ان پر سختی اور جبر کا دور ضرور کہا جا سکتا ہے۔ ایک یونانی فلسفی کے قول کا حوالہ دیتے ہوئے کہ آمر تباہی لاکر اسے امن کا نام دیتے ہیں" مسٹر بھٹو نے حکومت کے اس دعوے کی تردید کی کہ موجودہ آئین سے ملک کو استحکام نصیب ہو گیا ہے۔

موجودہ آئین غیر جمہوری ہے۔

۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۸ئ کو

چارسدہ میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

خواتین و حضرات ـــــ السلام وعلیکم

موجودہ آئین اتحاد و یکجہتی کو مستحکم کرنے سیاسی شعور پیدا کرنے اور غربت و افلاس کا خاتمہ کرنے میں ناکام رہا ہے۔ چارسدہ میں آپ نے الزام لگایا کہ گذشتہ دس سال کے دوران ملک کے دونوں صوبوں میں دیدہ و دانستہ نفرت کا بیج بویا گیا۔ اور دونوں صوبوں کے درمیان نفرت پیدا کی جارہی ہے۔

صوبوں کو ایک دوسرے سے دور کر دیا گیا ہے مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ میں سابق صوبہ سرحد کا دورہ اس غرض سے کر رہا ہوں کہ اس خطہ وطن کے باشعور عوام کو ان حالات سے آگاہ کر دوں۔ جو ملک میں پیدا ہو چکے ہیں۔ آپ نے کہا کہ رشوت ستانی بڑھ گئی ہے غربت میں اضافہ کے باعث عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ اور بے انصافیاں ہو رہی ہیں خارجہ اور اقتصادی پالیسیاں ناکام رہی ہیں آپ نے الزام عائد کیا کہ انہیں عوام کے ساتھ رابطہ پیدا کرنے نہیں دیا جا رہا۔ وہ جہاں بھی جاتے ہیں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی جاتی ہے۔ لیکن دوسری جانب حکمران طبقے نے پریس کے ذریعہ میرے خلاف پراپیگنڈہ کی مہم شروع کر رکھی ہے۔

رشوت ستانی بڑھ گئی ہے۔ غربت میں اضافہ کے باعث عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے

کہا جاتا ہے۔ کہ میں چھابڑی والوں، مزدوروں اور رکشہ والوں سے خطاب کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکمران طبقہ رکشا والوں اور مزدوروں کو انسان نہیں سمجھتا۔ آپ نے الزام لگایا۔ کہ خود حکمران طبقہ اپنے بنائے ہوئے آئین پر عمل نہیں کرتا۔ لیکن عوام کو اس آئین پر سختی سے عمل کرنے

حکمران طبقہ رکشہ والوں اور مزدوروں کو انسان نہیں سمجھتا۔

کی تنقیص کی جاتی ہے۔ مسٹر بھٹو نے مزید کہا۔ کہ حکمران طبقہ کو ہر وقت اپنی اپنی کرسیوں کا خطرہ لگا رہتا ہے لیکن دوسری جانب وہ اپوزیشن پر اقتدار کی ہوس کا الزام عائد کرتے ہیں۔ سابق وزیر خارجہ نے یونیورسٹی آرڈی ننس اور اعلان تاشقند کیخلاف مظاہروں اور پولیس فائرنگ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ان مظاہروں کے دوران جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کی یادگاریں قائم کی جائیں گی۔

حکمران طبقہ کو ہر وقت اپنی کرسیوں کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

مسٹر بھٹو سے دریافت کیا گیا۔ کہ صدر ایوب اگر سوشلزم کو اپنانے کا اعلان کردیں تو آیا آپ صدر ایوب کو آئندہ پانچ سال کے لئے صدر منتخب کرانے میں مدد دیں گے۔ مسٹر بھٹو نے جواب دیا۔ اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ آمریت کو قبول کر لیا جائے۔ آپ نے جرگہ سسٹم کو ملک کے لئے خطرناک قرار دیا اور کہا۔ کہ اس نظام نے مجرموں کو تحفظ فراہم کردیا ہے آپ نے خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں کہا کہ سرمایہ داروں کو واقعی اس پر عمل کرنا چاہیئے اور غریبوں کا سارا سرمایہ ان کے بچے ہوتے ہیں جو تنگدستی سے بچانے میں والدین کا ہاتھ بٹاتے

موجودہ آئین یکجہتی کو مستحکم کرنے میں ناکام رہا ہے۔

ہیں۔ مسٹر بھٹو نے بار روم کے باہر جمع ہونے والے بڑے اجتماع سے بھی خطاب کیا۔ اور یہ شکوہ کیا کہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے ذریعہ انہیں عوام کے ساتھ ملنے جلنے سے روکا جا رہا ہے۔

۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کو

جناب ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی نے مردان بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

خواتین و حضرات —— اسلام وعلیکم

مارشل لا نافذ ہونے سے قبل عوام کی حکومتیں تبدیل کرنے اور بدلنے کا پورا حق تھا۔ لیکن موجودہ دستور میں یہ حق عوام سے چھین کر اسی ہزار بی ڈی ممبروں کو تفویض کر دیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے اس الزام کو

دہرایا۔ کہ بی ڈی کے نظام نے ملک میں ڈیموکریسی
رشوت ستانی اور اقربا نوازی کو تقویت پہنچائی ہے
آپنے پانچسالہ ترقیاتی منصوبے کی خامیوں کا بھی تفصیل
سے ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ حکومت کی پالیسیوں نے غربت
و افلاس کو بڑھایا ہے۔ ایک جانب کارخانہ داروں
کو صنعتی ترقی کے نام پر چھ سال کے لئے ٹیکسوں میں
رعایت دی جاتی ہیں۔ اور انہیں عوام کی دولت
سمیٹنے کا پورا موقعہ ہے۔ لیکن دوسری جانب کروڑوں
کاشت کاروں کو مالیہ میں کوئی رعایت نہیں دیجارہی
حالانکہ حکومت بار بار یہ اعلان کرچکی ہے۔ کہ وہ اب
صنعتوں کی بجائے زرعی پیداوار بڑھانے کی خواہشمند
ہے۔ مسٹر بھٹو نے اپوزیشن سے اپیل کی کہ مستقبل اور
سوشلزم کی تعمیر کے لئے اجتماعی اقدامات کرنے چاہئیں۔

سوشلزم کی تعمیر کے لئے اجتماعی اقدامات کرنے چاہئیں۔

○

۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کی

مردان میں جلسہ کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مردان سے چودہ میل دور اسماعیلیہ میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

بی ڈی کا نظام آمریت کیلئے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔

خواتین و حضرات —— السلام و علیکم

بی ڈی کا نظام آمریت کے لئے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب تک اس ڈھال کو ختم نہ کر دیا جائے ملک میں جمہوریت کی بحالی کا کوئی امکان نہیں مسٹر بھٹو

نے کہا۔ کہ پاکستان کے گیارہ کروڑ عوام اب مزید عرصہ تک اپنی قسمت بی ڈی ممبروں کے ہاتھوں میں نہیں سونپ سکتے۔ کیونکہ اس سے عوام کو غربت اور رشوت ستانی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو سکا۔ عوام کو ان بی ڈی ممبروں پر کوئی اعتبار نہیں جنہیں آسانی سے خریدا جا سکتا ہے۔ اور جنہیں نوکر شاہی اپنے تابع بنا سکتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ عوام کو صدر اور اسمبلیوں کے ارکان اور منتخب کرنے کا حق دیا جائے۔ تاہم ہمیں اس نظام کو بلدیاتی اداروں تک محدود رکھنے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

گیارہ کروڑ عوام اب مزید عرصہ تک اپنی قسمت بی ڈی ممبروں کے ہاتھوں میں نہیں سونپ سکتے۔

مسٹر بھٹو نے کہا کہ ملک میں ترقی کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ لیکن حالت یہ ہے۔ کہ ساری قومی دولت بیس خاندانوں کے ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ گئی ہے۔ صنعتی اداروں کے قیام سے بھی عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ آپ نے اعلان کیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آنے کے بعد دولت کی منصفانہ تقسیم کا اہتمام کرے گی۔ مسٹر بھٹو نے زر مبادلہ کی صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا۔

ساری قومی دولت بیس خاندانوں کے ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ گئی ہے۔

۲۹ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کو

جناح باغ ایبٹ آباد میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا۔

خواتین و حضرات ——— اسلام و علیکم

میں نے گیارہ کروڑ پاکستانی عوام کو لوٹ کھسوٹ سے نجات دلانے کے لئے سیاست میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ جب تک آئینی جدوجہد سے موجودہ برسراقتدار طبقہ کو تبدیل نہیں کیا جاتا میں اپنی مساعی جاری رکھوں گا۔ مسٹر بھٹو نے بار کے اجلاس میں ان الزامات

میں نے گیارہ کروڑ پاکستانی عوام کو لوٹ کھسوٹ سے بچانے کیلئے سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کا تفصیل سے جواب دیا۔ جو گورنر محمد موسیٰ نے حیدرآباد کی تقریر میں ان پر لگائے تھے۔

مسٹر بھٹو نے کہا کہ میں نے قوم اور وطن کے لئے جو کچھ کیا ہے۔ اس کے متعلق تاریخ ہی فیصلہ دے سکے گی۔ لیکن مجھ پر الزامات ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت لگائے جا رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ میں نے خفیہ سرکاری راز فاش کئے ہیں۔ لیکن میں ارباب اختیار سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر اس الزام میں کوئی صداقت بھی ہے۔ تو اب تک مجھ پر مقدمہ کیوں نہیں چلایا گیا۔ آپ نے کہا کہ وزارت سے علیحدگی کے بعد پہلے میرا خیال یہ تھا کہ درس و تدریس کا کام کروں گا۔ لیکن حکومت کے ایوان سے باہر آکر میں نے محسوس کیا۔ کہ عوام کی حالت روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے۔ اور برسر اقتدار افراد عوام کو غلط راستے پر لے جا رہے ہیں ملک کی حالت بدتر ہو رہی ہے۔ اور مستقبل تاریک ہوتا جا رہا ہے۔ اس صورت حال نے مجھے مجبور کیا کہ قوم کو ایسے حالات سے بچانے کے لئے سیاست کے میدان پرخار میں قدم رکھوں۔ آپ نے کہا۔ کہ برسر اقتدار طبقہ مفاد پرستوں

میں نے قوم اور وطن کے لئے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق تاریخ ہی فیصلہ دے سکے گی

حکومت کے ایوان سے باہر آکر میں نے محسوس کیا کہ عوام کی حالت روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے

اور ابن الوقتوں سے گھر گیا ہے۔ عوام کے نام پر انعام یافتہ طبقہ سودے بازیاں حاصل کر کے اپنے مفاد حاصل کرتا ہے۔ لیکن وقت آنے پر عوام کو قربانی کا بکرا بنا دیتا ہے۔

پاکستانی عوام کو ہمیشہ کیلئے خوفزدہ نہیں رکھا جا سکتا۔

آپ نے کہا۔ کہ قومی دولت پر بیس خاندان مسلط ہیں پاکستان کے کروڑوں عوام جنہوں نے خوشحالی اور آزادی کے لئے پاکستان حاصل کیا تھا۔ پہلے سے زیادہ مفلس ہو چکے ہیں۔ اکثریت کو ایک وقت کا پورا کھانا بھی نہیں مل رہا۔ ان کے بچوں کو پوری تعلیمی سہولتیں بھی حاصل نہیں ہیں

آپ نے کہا۔ دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ آئین نے ملک میں سیاسی استحکام پیدا کر کے ترقی کی راہیں بھی کھول دی ہیں لوگوں کو یہ بھی بتایا جاتا ہے۔ کہ وہ آئین کی مطابقت کریں۔ لیکن آئین بنانے والے خود اس پر عمل نہیں کر رہے۔ انہیں خطرہ ہے۔ کہ اپنے آئین پر صحیح طور پر عمل کر کے ان کا اقتدار خطرے میں پڑ جائے گا۔ آپ نے کہا۔ کہ ہم یہ عہد کر کے میدان میں آئے ہیں کہ برسر اقتدار طبقے کو آئینی طریقے سے تبدیل کرنے کی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ یہ ملک کسی کی

میں برسر اقتدار طبقہ کو آئینی طریقہ سے تبدیلی کرنے کی جدوجہد جاری رکھوں گا۔

جاگیر نہیں ہے بلکہ گیارہ کروڑ عوام کا وطن ہے۔ یہاں صرف عوام ہی کی حکومت ہو سکتی ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا ہم بنیادی جمہوریتوں کو انتخابی ادارہ کے طور پر رکھنے کے خلاف ہیں۔ البتہ سماجی اور ترقیاتی پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے یہ نظام برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ کشمیر کے بارے میں مسٹر بھٹو نے کہا کہ افسوس ہے۔ اس اہم مسئلہ کو سرد خانہ میں ڈال دیا گیا ہے۔ شیخ مجیب الرحمن کے چھ نکاتی پروگرام کے بارے میں مسٹر بھٹو نے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ اس مسئلہ کو کوئی سیاسی حل معلوم کرے۔ آپ نے کہا کہ اس پروگرام کے دو نکات میرے لئے بالکل ناقابل قبول ہیں۔ البتہ دوسرے چار نکات پر تبادلہ خیال ضرور ہونا چاہیئے۔

کشمیر جیسے اہم مسئلے کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔

٥

۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کو

مانسہرہ میں تقریر کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی نے کہا۔

خواتین و حضرات ——— السلام علیکم

غیر جمہوری حکومتیں عوام سے ہمیشہ خائف رہتی ہیں۔

عوام کو گمراہ کرنے کے لئے عشرہ ترقی و اصلاحات کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ملک میں نہ تو نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ اور نہ ہی آئین نے ملک میں استحکام پیدا کیا ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کو عقیدہ بنا لیا گیا ہے۔ مقبوضہ پریس کے ذریعہ یکطرفہ

پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ اپوزیشن پر الزام تراشیوں سے عوام کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے مسٹر بھٹو نے کہا کہ حکمران طبقہ شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینک رہا ہے۔ حال ہی میں مجھ پر الزام عائد کیا گیا۔ کہ میں نے اپنی وزارت کے زمانے میں اختیارات سے ناجائز فائدے حاصل کئے تھے میں وزیر بننے سے پہلے اور بعد کی املاک کا اعلان کرتا ہوں اور اس بارے میں غیر جانبدار کمیشن سے تحقیقات کیلئے آمادہ ہوں۔ سابق وزیر خارجہ نے مانسہرہ کے جلسہ عام میں کہا۔ کہ میں نے ۱۹۶۵ء میں سلامتی کونسل کے سامنے بھارت کے خلاف ایک ہزار سال تک لڑنے کا جو اعلان کیا تھا اسے بھی ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ برصغیر کے مسلمان اور ہندو ایک ہزار سال تک برسرِ پیکار رہے ہیں اگر معترضین کو تاریخ کی تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ ہوتی تو وہ میرے اس اعلان پر کبھی تنقید نہ کرتے

حکمران طبقہ شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینک رہا ہے

حکمران طبقہ بھی آمادہ ہو تو میں اپنی املاک کے بارے میں غیر جانبدار کمیشن سے تحقیقات کرانے کو تیار ہوں۔

بھارت کی جنگی تیاریاں

مسٹر بھٹو نے کہا۔ ہمیں بتایا جا رہا ہے۔ کہ بھارت بڑے

پیمانے پر جو جنگی تیاریاں کر رہا ہے۔ وہ سب کے سب پاکستان کے خلاف ہیں۔ لیکن پاکستان کے عوام

پاکستان کے عوام کو خطرات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار کرنے پر توجہ نہیں دی جا رہی۔

کو خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرنے پر توجہ نہیں دی جا رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حکمران طبقے کو عوام پر اعتماد نہیں وزیر خارجہ نے کہا۔ کہ ہم ملک میں خون خرابہ نہیں چاہتے۔ ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ جمہوری طریقے سے اقتدار کی تبدیلی عمل میں لائی جائے۔ لیکن ہمیں آزادی سے رائے عامہ کو ہموار کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ ہمیں مقدمات کی دھمکیوں سے خائف کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ان میں ہمیں عدالت میں پیش کرنے کی جرأت نہیں لیکن

جب بھی اقتدار تبدیل ہوا ہم مجرموں کو عدالت میں ضرور پیش کریں گے۔

میں یہ تنبیہہ ضرور کروں گا۔ کہ جب بھی اقتدار تبدیل ہوا ہم مجرموں کو ضرور عدالت میں پیش کریں گے کسی شخص کو قانون کے ہاتھوں سے بچنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

اعلان تاشقند

اس مرحلے پر ان سے اعلان تاشقند کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ میں اعلان تاشقند کا نام لیتا

ہوں۔ تو بعض لوگوں کو بخار ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہا
جاتا ہے۔ کہ میں خفیہ راز افشا کر رہا ہوں۔ لیکن
میں اپنے اعلان کو پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ میں
لاہور میں اعلان تاشقند کے اصل محرکات ضرور
بیان کروں گا۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ فلاحی مملکت کا
نعرہ فریب ہے۔ ملک کی تمام پالیسیاں بیس سرمایہ

میں لاہور میں اعلان تاشقند کے محرکات ضرور بیان کرونگا۔

دار خاندانوں کے مفادات کے تابع ہیں۔ اس لئے موجودہ
حالات میں فلاحی مملکت کے قیام کا تصور بھی ممکن
نہیں حکمران طبقہ افسر شاہی بی ڈی ممبروں اور
بیس سرمایہ دار خاندانوں کی امداد اور تعاون سے
اپنا اقتدار قائم رکھے ہوئے ہے۔ ایک طرف سرکاری
ملازم خود کو ملک کے سیاہ سفید کا مالک سمجھتے ہیں حکومت
کا تیسرا ستون یعنی بیس خاندان عوام کی جیبوں کو صاف
کر رہا ہے۔ لیکن ہمیں بتایا جاتا ہے۔ کہ ملک میں استحکام
پیدا ہو گیا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ اگر ملک میں استحکام
ہے۔ اور ترقی ہوئی ہے۔ تو عوام میں مجبوری اور
تنگدستی کا احساس کیوں ہو گیا ہے۔ مشرقی پاکستان

حکومت کا تیسرا ستون یعنی بیس خاندان عوام کی جیبوں کو صاف کر رہے ہیں۔

میں ملک کے دوسرے حصے کے خلاف شکوک کیوں ہیں؟
شیخ مجیب الرحمٰن کے چھ نکاتی پروگرام کا ذکر کرتے

ہوئے آپ نے کہا کہ میں نے مشرقی پاکستان میں یہ کہا
تھا کہ یہ پروگرام قومی مفاد کے منافی ہے۔ لیکن مسائل
کو بات چیت سے ہی حل کیا جا سکتا ہے۔ ڈر یا خوف
یا مقابلات کے ذریعہ ملکی مسائل حل نہیں ہوا کرتے
مسٹر بھٹو نے آج کے جلسہ میں طلبہ کو مشورہ دیا کہ وہ
اپنی تعلیم پر خاص توجہ دیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ملکی حالات
پر بھی نظر رکھیں کیونکہ بالآخر ان حالات کا انہیں ہی
سامنا کرنا پڑے گا۔

طلبا اپنی تعلیم پر خاص
توجہ دیں لیکن اسکے ساتھ
ساتھ ملکی حالات پر
بھی نظر رکھیں

ایک سوال کے جواب میں مسٹر بھٹو نے کہا۔ مسئلہ کشمیر
باتوں سے حل نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے پوری قوم کو متحد
ہو کر لڑنا ہوگا۔ آپ نے الزام لگایا۔ کہ موجودہ حکومت
کشمیر کے بارے میں عوام کے جذبات کو سرد کر رہی ہے۔

٥

۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کو

ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کیمبل پور سے خطاب کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو۔ چیئرمین پیپلز پارٹی نے فرمایا۔

دس سال کے دوران میں ملک میں رشوت اور دوسری بدعنوانیوں میں تشویش ناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔

خواتین و حضرات ـــــ اسلام علیکم

دس سال کے دوران میں ملک میں رشوت اور دوسری بدعنوانیوں میں تشویش ناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ لیکن یہ حالات ضرور تبدیل ہوں گے مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ میرا خاندان میدان سیاست میں نیا

نہیں۔ میرے خاندان نے آزادی سے قبل اور بعد جو خدمات
انجام دی ہیں۔ میں انہیں گنوانا نہیں چاہتا۔ تاہم ایک
بات ضرور کہوں گا۔ کہ میں اور میرا خاندان پاکستان
کو اپنا وطن ضرور سمجھتا ہے۔ ہم یہیں جئیں گے اور مریں
پاکستان کسی کی جاگیر گے۔ ہم نے سوئٹزرلینڈ۔ آسٹریلیا۔ کینیڈا اور امریکہ
نہیں یہ گیارہ کروڑ کے بنکوں میں اپنا سرمایہ جمع نہیں کرایا۔ آپ نے کہا کہ
عوام کا وطن ہے پاکستان کسی کی جاگیر نہیں۔ یہ گیارہ کروڑ عوام کا
وطن ہے۔ لیکن یہ بدقسمتی کی بات ہے۔ کہ ملک کی معیشت
پر سیاست پر چند خاندان قابض ہیں۔ جب ان سے چینی کی
قلت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ
اس کا جواب بی ڈی ممبروں سے دریافت کریں۔

یکم نومبر ۱۹۶۸ء کو

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

خواتین و حضرات ——— اسلام و علیکم

ہم خونریزی نہیں چاہتے مگر ہم اس سے خوفزدہ بھی نہیں ہیں

ہم خونریزی نہیں چاہتے لیکن ہم اس سے خوفزدہ بھی نہیں ہیں۔ سابق وزیر خارجہ آج یہاں ایک بہت بڑے ہجوم سے خطاب کر رہے تھے۔ جو توپاں والا بازار میں جمع ہو گیا تھا۔ مسٹر بھٹو نے الزام لگایا کہ موجودہ حکومت کو کوئی عوامی تائید حاصل نہیں۔

وہ صرف اخبارات کی مدد سے عوام پر بھی حکومت کر رہی ہے۔ لہٰذا اسے عام لوگوں کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ آپ نے کہا کہ قوم عوامی حکومت چاہتی ہے تاکہ اقتصادی سیاسی اور دوسری بیماریوں کا علاج ہو سکے۔

قوم عوامی حکومت چاہتی ہے تاکہ اقتصادی سیاسی اور دوسری بیماریوں کا علاج ہو سکے۔

آپ نے کہا۔ کہ عوامی حاکمیت بحال کرنے کی جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔ اور اس سلسلے میں کسی قربانی سے گریز نہیں کیا جائے گا۔ آپ نے رشوت اور دوسری بدعنوانیوں پر نکتہ چینی کرتے رہتے کہا۔ کہ اس سے عوام کی حالت قابل رحم ہو گئی ہے۔ مسٹر بھٹو نے بعض ملکوں کی مثالیں دیتے ہوئے کہا۔ کہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ عوام کے جذبات کو ایسے غیر جمہوری طریقوں سے دبایا نہیں جا سکتا۔ ہم نے عہد کیا ہے کہ موجودہ حکومت کو آئینی ذرائع سے تبدیل کرنے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اور اس کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔

عوام کے جذبات کو غیر جمہوری طریقوں سے دبایا نہیں جا سکتا۔

ہجوم بار بار مسٹر بھٹو زندہ باد کے نعرے لگا تا رہا مسٹر بھٹو نے کہا نعروں سے کام نہیں چلے گا۔ ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ ہم اپنے آئینی حقوق حاصل کر کے رہینگے

رشوت ستانی اور بے انضباطیوں کو ختم کریں گے۔ اس مرحلہ پر مسٹر بھٹو نے ڈیرہ کے عوام زندہ باد اور دفعہ ہم ہم امردہ باد کا نعرہ بلند کیا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے سابق وزیر خارجہ نے ڈیرہ کے دورہ پر آئے ہوئے ایک وزیر کا نام لے کر دریافت کیا کہ آج کہاں ہیں۔ وہ خود آکر دیکھیں کہ ڈیرہ کے عوام

ہم رشوت ستانی اور بے انضباطیوں کو ختم کر کے رہیں گے۔

ان کے ساتھ ہیں یا ہمارے ساتھ ہیں۔ مسٹر بھٹو نے کہا مجھے معلوم ہے۔ کہ میرے خلاف زیارت میں کس نے نعرے لگوائے۔ یاد رہے۔ کہ آج صبح پشاور سے ڈیرہ اسمٰعیل خان آتے ہوئے راستے میں زیارت کے مقام پر ایک ہجوم نے "مسٹر بھٹو مردہ باد" "بھٹو واپس جاؤ" "بھٹو غدار ہے" کے نعرے لگائے۔ زیارت ڈیرہ سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

یکم نومبر ۱۹۶۸ء کو

بار ایسوسی ایشن ڈیرہ سے خطاب کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا۔

خواتین و حضرات ——— اسلام و علیکم

میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ سارا تشدد اور زیادتیاں بنیادی جمہوریتوں کے نظام کی بدولت ہو رہی ہیں۔ آپ نے دعوٰی کیا۔ کہ بی ڈی نظام نے نظریہ پاکستان کی بنیادی روح کو تباہ کر دیا ہے اور حکمران طبقہ اس نظام کی بدولت من مانی کاروائیاں

سارا تشدد اور زیادتیاں بنیادی جمہوریتوں کے نظام کی بدولت ہو رہی ہیں۔

کر رہا ہے۔ آپ نے الزام عائد کیا۔ کہ ارباب اختیار ملک میں بے چینی پھیلا کر اپنے اقتدار کو مضبوط بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عوام کو نت نئے مسائل میں الجھایا جا رہا ہے۔ تاکہ عوام اپنے حقوق کو مانگنے کی بجائے ان مسائل میں الجھے رہیں۔

چھ نکاتی پروگرام

شیخ مجیب الرحمٰن کے چھ نکاتی پروگرام کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر بھٹو نے الزام لگایا کہ اس پروگرام کو بھی مقبوضہ پریس کے ذریعہ ہوا دی گئی ہے۔ آپ نے کہا کہ اس پروگرام کے ایک دو نکات کے سوا باقی سب مطالبات ایسے ہیں جن کے بارے میں مصالحت ہو سکتی ہے۔

مسئلہ کشمیر

کشمیر باتوں سے حل نہیں ہو سکتا

مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ کشمیر باتوں سے حل نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے قربانیاں پیش کرنا ہوں گی لیکن حکمران طبقہ اب وقتاً فوقتاً محض کشمیر کا ذکر دیتا ہے۔ مگر عملاً اسے سرد خانے میں ڈالنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

آپ نے کہا۔ کہ پاکستان پیپلز پارٹی مسئلہ

کشمیر کو دفن نہیں ہونے دے گی۔ میری جماعت ملک میں جمہوریت بحال کرانے اور سوشلسٹ نظام رائج کرانے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ ہمارے پاس ایک واضح نصب العین ہے، جبکہ حکمران جماعت کے پاس اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے پروگرام کے سوا کچھ نہیں۔

○

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو چیرمین پیپلز پارٹی۔ کی آمد پر پولیس نے طلباء پر لاٹھی چارج کیا تو حکومت کی طرف سے اس کی وضاحت کی گئی

پولیس پر خشت باری کی گئی تھی۔

سرکاری اطلاع کے مطابق آج پاکستان پیپلز پارٹی کے دفتر سے پولیس پر خشت باری کی گئی۔ اس دفتر سے دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے باوجود سابق وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو عوام کے ایک اجتماع سے خطاب کر

رہے تھے۔ اس سرکاری اطلاع کا متن حسب ذیل ہے۔

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو جنہوں نے سیاہ جھنڈیوں کے جلوس کے باعث گذشتہ روز ڈیرہ اسمٰعیل خان کا دورہ منسوخ کر دیا تھا آج دوپہر کے بعد اپنے مقررہ وقت سے قریباً دو گھنٹے بعد یہاں پہنچے۔ اگرچہ مقامی حکام نے ان کیخلاف مظاہرے کو دوبارہ شروع ہونے سے روکنے کیلئے سخت انتظامات کئے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود دوسو کے قریب دیہاتیوں کے ایک گروہ نے ڈیرہ اسمٰعیل خان سے کئی میل دور ایک مقام پاروک کے قریب اُن کے خلاف سیاہ جھنڈیوں سے مظاہرہ کیا۔ وہاں کوئی پولیس موجود نہیں تھی۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی روک تھام کے لئے معقول انتظامات کئے ہوئے تھے اور پولیس کی بھاری جمعیت سڑک پر متعین تھی۔ ایک ہزار کے قریب افراد

دیہاتیوں کے ایک گروہ نے ڈیرہ اسمٰعیلخان کے قریب جناب بھٹو کا سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کیا
(حکومت کا اعلان)

جن میں اکثریت سکولوں اور کالجوں کے طلبا کی طلبا تھی۔ سڑک پر جمع ہو گئے۔ مسٹر بھٹو ڈاک بنگلہ جانے کی بجائے پیپلز پارٹی کے دفتر میں پہنچ گئے جو شہر کے گنجان آباد علاقہ میں واقع ہے۔ دفتر پہنچنے کے بعد مسٹر ذوالفقار علی بھٹو بالکونی پر آئے اور تقریر شروع کر دی اور ایک ہجوم ان کی تقریر سننے کیلئے جمع ہو گیا انہوں نے اپنی تقریر ان الفاظ سے شروع کی "میں ہی موجودہ حکومت کے قیام کا موجب تھا۔ اور اب میں ہی اسے اقتدار سے الگ ہوتے ہوئے دیکھوں گا۔" دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی وجہ سے پولیس نے لاؤڈ اسپیکر پر لوگوں کو منتشر ہونے کی ہدایت کی لیکن اسی اثناء میں پیپلز پارٹی کے دفتر سے پولیس پر خشت باری شروع ہو گئی۔ پولیس نے فوری اقدام کرتے ہوئے عوام کو منتشر کرنے کیلئے آنسو گیس کے گولے چلائے تو ہجوم فوراً

مسٹر بھٹو کا استقبال کرنیوالے اکثر طلبا ہوتے ہیں

پولیس نے جناب بھٹو کا استقبال کرنیوالوں پر آنسو گیس کے گولے چلائے۔

منتشر ہو گیا۔ لیکن مسٹر بھٹو پارٹی کے
دفتر میں دو گھنٹے تک رہے۔ اور بعد ازاں
پولیس کو پیغام بھیجا کہ وہ انہیں اپنی
حفاظت میں بار روم تک پہنچائے جہاں
انہوں نے وکلاء سے خطاب کرنا تھا جب
ہجوم منتشر ہو گیا تو مسٹر بھٹو کار میں
بیٹھ کر خود ہی بار روم پہنچ گئے۔ اور
وکلاء سے خطاب کیا۔ یہ اجلاس ایک
بند کمرہ میں ہوا اور اخباری نمائندوں
کو شرکت کی اجازت نہ دی گئی۔ معلوم ہوا
ہے کہ مسٹر بھٹو سے اجلاس کے دوران ہی
پریشان کن سوالات پوچھے گئے۔ اور ان
کی توجہ ان خبروں کی طرف مبذول کرائی
گئی۔ کہ وہ زمین کی اصلاحات کے قانون
سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں اُن سے پوچھا
گیا کہ وہ سوشلزم کے نظریات رکھنے کے ساتھ
زمین کے لالچ کا شکار کیوں ہوں مسٹر
ذوالفقار علی بھٹو سے یہ بھی پوچھا گیا کہ
جب وہ وزیر خارجہ کی حیثیت سے خاص

عوام کو منتشر کرنے
کیلئے اشک آور گیس
استعمال کرنا پڑی

طور پر عیشیہ ممالک کا دورہ کرتے تھے تو اُن
کا ذاتی رویّہ اسلامی اصولوں کے مطابق
ہوتا تھا۔"

سرکاری اعلان کے مطابق مسٹر بھٹو کے ساتھیوں نے بتایا ہے۔ کہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے باوجود مسٹر بھٹو کل دن کے گیارہ بجے بیاکھی گراؤنڈ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کریں گے۔"

○

ڈیرہ اسمٰعیلخان میں پولیس کی زیادتی
کے بعد حکومت کے پریس نوٹ کے بارے
میں جناب ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین
پیپلز پارٹی نے کہا۔

ڈیرہ اسمٰعیل خان کے واقعات کے بارے میں سرکاری پریس نوٹ غلط ہے۔

پریس نوٹ میں نہ صرف واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا بلکہ اسے انتہائی جانب دارانہ اور مضحکہ خیز شکل میں پیش کیا گیا۔ آپ نے کہا ہے۔ کہ خبر رساں ایجنسیوں کو اس پریس نوٹ کے ساتھ پولیس کی

زیادتی کی تفصیلات بھی پوری دیانتداری
سے دینی چاہیئں تھیں تاکہ دوسرے علاقوں
کے لوگ صحیح صورت حال کا اندازہ لگا سکتے
آپ نے کہا میں نے ڈیرہ اسمٰعیل خان کے
غیور عوام کی جانب سے جرات اور دلیری
کا جو مظاہرہ دیکھا اس پر ہر محب وطن
کی گردن فخر سے بلند ہو جانی چاہیئے ڈیرہ
اسمٰعیل خان سابق صوبہ سرحد بلکہ سارے
مغربی پاکستان میں پسماندہ اور مفلس
علاقہ ہے۔ آبادی کے لحاظ سے بھی
ڈیرہ اسمٰعیل خان شہر چھوٹا سا ہے لیکن
یہ دیکھکر حیرت ہوئی کہ اتنی چھوٹی آبادی
میں مختلف ہتھکنڈوں کے باوجود میرے
استقبال کے لئے آنے والوں کی تعداد کئی
ہزار سے زائد تھی۔ میں نے اپنے حالیہ
دورہ سرحد میں کہیں بھی اتنا بڑا ہجوم
نہیں دیکھا مسٹر بھٹو نے پوچھا کہ اتنے
چھوٹے سے شہر میں اتنا بڑا ہجوم آخر کہاں
سے آگیا۔ آپ نے کہا۔ دراصل یہ اس

امر کا ثبوت ہے۔ کہ عوام حکمران طبقے سے
نالاں ہیں اور وہ اس سے نجات چاہتے
ہیں سابق وزیر خارجہ نے الزام لگایا
کہ ڈیرہ اسمعیل خان میں جو واقعات
پیش آئے ان کی تمام تر ذمہ داری ایک
صوبائی وزیر پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں
نے میرے دورے سے دو دن قبل ڈیرہ
اسمعیل خان پہنچکر عوام کو میرے خلاف
بھڑکایا۔ مسٹر بھٹو نے دعوے کیا۔ کہ
میری اطلاعات کے مطابق پولیس نے
اٹھارہ مرتبہ استقبالیوں پر لاٹھی
چارج کیا۔ اشک آور گیس اندھا دھند
استعمال کی حتیٰ کہ اس کے گولے کئی گھروں
کے اندر گر کر پھٹے تمام واقعات میں تیس
چالیس افراد زخمی ہوئے جن میں چھ کہ
کو شدید زخموں کی وجہ سے ہسپتال
پہنچانا پڑا زخمیوں میں ایک طالب علم
بھی تھا جو محصول چونگی کے قریب ایک
لاٹھی چارج میں مجروح ہوا تھا۔ اس

سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ لاٹھی چارج
صرف بازار تو یاں ہی میں نہیں کیا گیا
تھا۔ جن چھ مجروحین کو ہسپتال میں
داخل کیا گیا ہے۔ ان میں ایک ستر سالہ
غلام قاسم بھی ہے۔ جن چار دیگر افراد کے
نام معلوم ہو سکے ہیں وہ غلام فرید۔ عبدالشکور
ولد جمعہ خان غلام محمد ولد عبدالعزیز اور
سعید احمد ہیں ایک اطلاع کے مطابق
ہجوم کے پتھراؤ سے سات پولیس کے آدمی
بھی زخمی ہوئے۔ جن میں ایک اے ایس
آئی بھی تھا۔"

ستر سالہ بوڑھے کو پولیس
نے لاٹھی چارج کر کے مجروح
کر دیا۔

○

۳؍ نومبر ۱۹۶۸ء کو

جناب ذوالفقار علی بھٹو چیرمین پیپلز پارٹی نے سابق صوبہ سرحد کی پیپلز پارٹی کے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

خواتین و حضرات — اسلام وعلیکم

عوام کی بڑھتی ہوئی بیداری سے حکمران طبقہ خوفزدہ ہو چکا ہے۔

عوام میں بڑھتی ہوئی بیداری سے حکمران طبقہ خوفزدہ ہو چکا ہے۔ اور اب اسے فیصلہ کن شکست دینے کے لئے اور زیادہ زور شور سے جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔

مسٹر بھٹو نے کارکنوں کو تفصیل کے ساتھ بتایا
کہ انہیں آئینی محاذ پر جدوجہد کرنے کے لئے
کیا طریق کار اختیار کرنا چاہیئے۔ اور عوام کے
ساتھ رابطے کی مہم کس طرح شروع کرنی
چاہیئے۔ آپ نے بتایا کہ پاکستان پیپلز پارٹی
کا مقصد جمہوریت کاملہ کی بحالی اور سوشلزم
کا نفاذ ہے۔ آپ نے اس دعوے کا تفصیل کے
ساتھ جواب دیا۔ کہ سوشلزم اسلام کے منافی
ہے۔ مسٹر بھٹو نے اس سوال کا بھی جواب دیا
کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے نام سے ایک الگ
جماعت قائم کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی
سابق وزیر خارجہ نے تمام سیاسی جماعتوں کے
مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور خاص طور
سے مسلم لیگ کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ قائداعظم
کی وفات کے بعد یہ جماعت مریض بن چکی
تھی۔ مارشل لا نے اس کا جنازہ نکال دیا۔ اور
اب اس کی وراثت کے لئے رسہ کشی ہو رہی ہے ایسے
حالات میں قائداعظم کے خواب کو حقیقت میں بدلنے
کے لیے ایک نئی جماعت کی ضرورت تھی۔

پاکستان پیپلز پارٹی کا مقصد جمہوریت کاملہ کی بحالی اور سوشلزم کا نفاذ ہے۔

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پیش آنے والے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر بھٹو نے کہا کہ دوسرے ملکوں کے واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ جب بھی حکمران طبقہ اپنے عوام کے خلاف ہتھیار اٹھا لیتا ہے، تو اس کے اقتدار کے دن تھوڑے رہ جاتے ہیں۔

حکمران پارٹی کو شکست دینے کیلئے زیادہ موثر جدوجہد کی ضرورت ہے

انہوں نے کہا۔ عوام اب موجودہ حکمران طبقے سے بے زار ہو چکے ہیں۔ ارباب اختیار کو بھی اس کا بخوبی احساس ہے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے واقعات اس کا واضح ثبوت ہیں آپ نے کہا۔ ہم چاروں محاذوں پر برسر اقتدار طبقے کو شکست دے چکے ہیں۔ پہلی بار اس وقت جب میں نے حکومت سے علیحدگی اختیار کی اور مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات خواجہ شہاب الدین نے مجھے مناظرے کا چیلنج دیا۔ لیکن انہوں نے میری دعوت قبول نہ کی دوسری شکست اس وقت دی گئی جب حکمران طبقے نے پاکستان پیپلز پارٹی کے قیام میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی حکمران طبقے کو تیسری شکست اس وقت ہوئی جب میرے دورے پر سابق صوبہ سرحد میں ہر جگہ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہوا لیکن ڈیرہ اسمٰعیلخان کے عوام نے دفعہ

۱۹۶۲ کی پابندیاں توڑ ڈالیں۔ اور حکمران طبقہ نے طاقت کا جو استعمال کیا وہ بھی عوام کے جذبات کچلنے میں ناکام رہا۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ پاکستان کے گیارہ کروڑ عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ کیونکہ ہم حق پر ہیں اور صحیح بات کہتے ہیں۔ ہم پر الزام عائد کئے جاتے ہیں مقدمات چلانے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں لیکن ہم مرعوب ہو کر اپنی راہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہم نے تہیّہ کر لیا ہے۔ کہ انہیں اقتدار سے ہٹا کر ہی دم لیں گے جب عوام حکمران طبقے کے خلاف ہو جائیں تو وہ زیادہ دیر تک کرسیوں سے چمٹے نہیں رہ سکتے آپ نے کہا ہم پر الزام عائد کیا جاتا ہے۔ کہ ہم طلبہ کو اکساتے ہیں اور انہیں سیاست میں گھسیٹ رہے ہیں۔

پاکستان کے گیارہ کروڑ عوام ہمارے ساتھ ہیں کیونکہ ہم حق پر ہیں

میں پوچھتا ہوں کہ حکمران طبقے کا استقبال کرنے کے لئے طلبہ کو کس کے حکم سے بلایا جاتا ہے؟ مسٹر بھٹو نے کہا قیام پاکستان طلباء کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اور اب بھی طلبہ بر سر اقتدار طبقے کے خلاف ہیں اس آئینی جدوجہد میں وہ اہم کردار ادا کریں گے۔

پاکستان طلبہ کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اور اب بھی طلبہ بر سر اقتدار طبقہ کے خلاف ہیں۔

اگر پاکستان میں صحیح معنوں میں عوامی حکومت قائم ہوتی تو اسرائیل کو کبھی بھی عربوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت ہونے کی وجہ سے پاکستان پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ عالم اسلام کی مدد کرے۔"

دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت ہونے کی وجہ سے پاکستان پر یہ لازم آتا ہے۔ کہ وہ عالم اسلام کی مدد کرے

مسٹر بھٹو نے الزام لگایا" حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ اب مسئلہ کشمیر کا بھی کھل کر نام نہیں لیا جاتا۔ آپ نے کارکنوں سے کہا۔ کہ عوام کو آپ لوگوں پر پورا اعتماد ہے۔ آپ ان کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کریں۔ یہ اسی طرح ممکن ہے۔ جب آپ عوام کے حقوق واپس دلانے کے لئے مسلسل جدوجہد جاری رکھیں اور جس بات کو درست تصور کریں اسے ترک نہ کریں اور اس پر پوری طرح ڈٹ جائیں کنونشن سے ۲۲ مقررین نے خطاب کیا جن میں ممبر رسول بخش تالپور بھی شامل تھے۔

۴ر نومبر ۱۹۶۸ء کو

جناب ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی نے
نیلاب ہوٹل پشاور میں یونیورسٹی کے طلبہ سے
خطاب کرتے ہوئے کہا۔

طلبہ متحد ہو جائیں تو یونیورسٹی
آرڈیننس ختم کرا سکتے ہیں

خواتین و حضرات ـــــ السلام وعلیکم

یونیورسٹی آرڈی ننس کی بدولت وہ طلباء جنہوں نے مستقبل میں ملک کی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں بالکل بے بس ہو گئے ہیں۔ لیکن اگر وہ متحد ہو جائیں تو اس آرڈی ننس کو ختم کرا سکتے ہیں آپ نے اعلان

یونیورسٹی آرڈی ننس نے طلبا کی آزادی چھین لی ہے۔

کیا کہ اگر طلباء اس سلسلے میں متحد ہو جائیں تو تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ یونیورسٹی آرڈیننس نے طلباء کی آزادی چھین لی ہے۔

۵ر نومبر ۱۹۶۸ء کو

شاہی باغ پشاور میں عوام کے ایک تاریخی اجتماع
سے خطاب کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو
چیئرمین پیپلز پارٹی نے کہا۔

خواتین و حضرات —— السلام وعلیکم

عام انتخابات کے بارے میں گومگو کی پالیسی اور غیر یقینی فضا کو بدل دیں

آپ نے کہا۔ کہ وہ عام انتخابات کے بارے میں گومگو کی پالیسی اور غیر یقینی فضا کو بدل دیں۔ اور عوام کی رہنمائی کے لئے عزم و ہمت کے ساتھ میدان میں نکلیں آپ نے کہا میں آج ہی دوسری اپوزیشن

جماعتوں کے ساتھ متحدہ محاذ بنانے کو تیار رہوں۔ لیکن یہ اتحاد کسی اُصول اور مقصد کی خاطر ہونا چاہیئے۔ تاکہ عوام کو فائدہ پہنچ سکے۔ عوام بیس سال سے تکلیفیں اٹھا رہے ہیں اور قربانیاں دے رہے ہیں۔ آخر اس صورت حال کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اپوزیشن پارٹیاں سنجیدگی کے ساتھ ملک کی موجودہ صورت حال کو بدلنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں جہاں تک پاکستان پیپلز پارٹی کا تعلق ہے۔ ہم نے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

میں اب بھی دوسری اپوزیشن جماعتوں کے ساتھ متحدہ محاذ بنانے کو تیار ہوں

مسٹر بھٹو نے انتظامیہ کو خبردار کیا کہ وہ انتخابات میں مداخلت نہ کریں۔ اور کسی پر بھی ناجائز دباؤ نہ ڈالیں۔ چونکہ وہ بہر حال سرکاری ملازم ہیں حکومتیں بدلتی رہتی ہیں مسٹر بھٹو نے یہ امید ظاہر کی کہ بنیادی جمہوریتوں کے ارکان آئندہ انتخابات میں اپنا فرض ادا کریں گے۔ اور کسی لالچ یا دباؤ کے بغیر صحیح عوامی نمائندوں کو ووٹ دے کر کامیاب بنائیں گے۔ تاکہ ملک میں عوامی نمائندہ حکومت قائم ہو سکے۔ اسی میں ملک کی بھلائی بھی ہے۔ آپ نے اپوزیشن کے اس خدشے

بنیادی جمہوریت کے نمائندے کسی لالچ یا دباؤ کے بغیر صحیح عوامی نمائندہ کو ووٹ دیکر کامیاب بنائیں تاکہ ملک میں عوامی حکومت قائم ہو سکے۔

بنیادی جمہوریتوں کے نظام میں حکومت اپوزیشن کامیاب نہیں ہوسکتی۔

کا بھی ذکر کیا۔ کہ بنیادی جمہوریتوں کے نظام میں اپوزیشن کامیاب نہیں ہوسکتی۔ اور حکومت کو شکست دینا ممکن نہیں یہی وجہ ہے۔ کہ بعض جماعتیں ابھی تک انتخابات میں حصہ لینے کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر پائیں سابق وزیر خارجہ نے کہا۔ کہ یہ صحیح ہے۔ کہ راستہ کٹھن ہے۔ لیکن جب ہم نے عوام کے حقوق بحال کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ تو پھر مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ آخر کار اس ملک کے عوام کی نجات اسی میں ہے۔ کہ انہیں وہ اپنی مرضی کی حکومت بنانے اور بدلنے کا جمہوری حق حاصل ہو مسٹر بھٹو نے اس سلسلے میں گذشتہ صدارتی انتخاب کا بھی ذکر کیا اور کہا۔ کہ اگر مادر ملت میدان

مادر ملت نے اس ملک کے غیر جمہوری نظام کا ایک حصہ کاٹ کر رکھ دیا تھا

میں نہ آتیں تو عوام میں اس وقت جو بے پناہ سیاسی بیداری پائی جاتی ہے۔ وہ کبھی نہ ہوتی۔ آپ نے کہا کہ مادر ملت نے اس ملک کے غیر جمہوری نظام کا ایک حصہ کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ دوسرا حصہ نواب کالاباغ کی موت سے کٹ گیا۔ تیسرا حصہ اعلان تاشقند نے کاٹ دیا ہے۔ اب یہ نظام آخری ہچکیاں لے رہا ہے اگر ہم نے آئینی ذرائع سے اس وقت موجودہ

کمزور نظام کو بدلنے کی کوشش نہ کی تو آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ یہی وجہ ہے کہ میں بار بار انتخابات میں حصہ لینے پر زور دیتا رہوں،

آپ نے کہا۔ جو نظام بنیادی جمہوریتوں کے فرسودہ طریقے نوکرشاہی اور بیس خاندانوں کا محتاج ہو وہ زیادہ دیر تک کامیاب نہیں رہ سکتا۔ اس کے علاوہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا اس ملک کے گیارہ کروڑ عوام کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی کی حکومت حاصل کر سکیں۔

جو نظام بنیادی جمہوریتوں کے فرسودہ طریقے نوکرشاہی اور بیس خاندانوں کا محتاج ہو وہ زیادہ دیر تک کامیاب نہیں رہ سکتا۔

پابندیوں کی کیا ضرورت ہے۔؟

مسٹر بھٹو نے کہا۔ حکمران طبقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ملک میں جمہوریت ہے۔ جسے عوام کی حمائت حاصل ہے۔ اور ملک میں ترقی وخوشحالی کا دور دورہ ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ اگر ملک میں جمہوریت ہے تو بنیادی جمہوریتوں کی کیا ضرورت ہے؟ دفعہ ۱۴۴ کی کیوں ہر جگہ ضرورت پیش آتی ہے؟ اظہار خیال اور تحریر و تقریر پر کیوں پابندی ہے؟ اخبارات پر کنٹرول کیوں ہے؟ اگر حکومت کو عوام کا اعتماد حاصل ہے۔ تو پھر ہمیں عوام سے رابطہ پیدا کرنے کی اجازت

اگر ملک میں جمہوریت ہے تو بنیادی جمہوریتوں کی کیا ضرورت ہے۔

کیوں نہیں دیجاتی آپ نے کہا۔ حکومت خواہ مخواہ دفعہ ۱۴۴ نافذ کرکے اور دوسری پابندیاں لگا کر بدنامی مول لیتی ہے۔ میں جادوگر نہیں حکمران طبقہ بھی مجھے جانتا ہے۔ اور لوگ بھی مجھے جانتے ہیں۔ میں کوئی نرالی بات نہیں کرتا۔ رشوت ستانی مایوسی اور مہنگائی کا ذکر کرنا گناہ نہیں یہ عوامی مسائل ہیں اور عوامی مسائل پر آزادانہ بحث ومباحثہ بڑا مفید ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے کہا۔ کراچی سندھ بلوچستان سرحد پنجاب اور مشرقی پاکستان میں مایوسی اور اضطراب پایا جاتا ہے آپ نے کہا کہ اگر مجھے اقتدار کی ہوس ہوتی تو اقتدار کیوں چھوڑتا۔ دراصل اقتدار کی ہوس ان لوگوں کو ہے جو اقتدار سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ہم تو اعوام کو اقتدار کا مالک بنانا چاہتے ہیں۔ اور کسی قیمت پر خون خرابہ نہیں چاہتے۔ آپ نے کہا۔ کہ اگر حکومت مسائل حل نہیں کر سکتی اور تھک چکی ہے تو ہمیں آگے آنے دے ہم بتائیں گے کہ رشوت کیسے ختم ہوتی ہے۔ لیکن ہم پر اقتدار کی ہوس کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میں خون خرابہ چاہتا ہوں۔

رشوت ستانی مایوسی مہنگائی کا ذکر کرنا گناہ نہیں۔ یہ عوامی مسائل ہیں۔

ہم پر اقتدار کی ہوس کا الزام لگایا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میں خون خرابہ چاہتا ہوں۔

"تاہم ہمیں خون خرابے کی دھمکیوں سے مرعوب

نہیں کیا جا سکتا۔

مسٹر بھٹو کا چیلنج

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے یہ چیلنج کیا کہ میں وزارت سے پہلے اور وزارت کے بعد بھی اپنی تمام دولت اور املاک کا محاسبہ کرانے کے لئے تیار ہوں حکمران طبقے کو بھی ایسی پیشکش کرنی چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ میں آٹھ سال تک صنعت، تجارت، قدرتی وسائل اور امور خارجہ کی وزارتوں کا انچارج رہا ہوں میرا دامن بالکل صاف ہے۔ اگر مجھ میں کمزوریاں ہوتیں تو میں نے اپنی اپوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہوتا۔ اور آج اتنی جرأت کے ساتھ عوام کے سامنے نہ آتا۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ میرے خلاف عدالت میں چالان پیش کیا گیا ہے۔ میں اس پر خوش ہوں لیکن یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے۔ کہ کل ان کی اپنی باری بھی آسکتی ہے۔

عوامی حکومت قائم ہو جانے کے بعد ہی ملک میں بیا دسی ختم ہو گی

اسلام اور سوشلزم کے متعلق نکتہ چینیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ اسلام اور سوشلزم میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہم اول و آخر مسلمان ہیں اگر سوشلزم سے اسلام متصادم ہوتا تو ہم سوشلزم کا نام تک نہ لیتے

اسلام اور سوشلزم میں کوئی ٹکراؤ نہیں

اعلان تاشقند اور خارجہ پالیسی

اس موقعہ پر سابق وزیر خارجہ سے پُرزور مطالبہ کیا گیا کہ اعلان تاشقند پر روشنی ڈالیں۔ آپ نے کہا اس وقت میں اعلان تاشقند کے بارے میں صرف اتنا ھی کہہ سکتا ھوں کہ وہاں لال بہادر شاستری مر گیا تھا (تالیوں کی گونج) تاھم وقت آنے پر میں اپنا فرض ضرور پورا کروں گا۔ مسٹر بھٹو نے الزام لگایا کہ مسئلہ کشمیر کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا ھے۔ افسوس ھماری حکومت وہ کچھ نہ کر سکی جو اسے کرنا چاہیئے تھا آپ نے اعلان کیا کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آ گئی تو ھم کشمیر سے ھندو سامراج اور بیت المقدس سے یہودی غاصبوں کو نکال باہر کرینگے

اگر پیپلز پارٹی برسر اقتدار آ گئی تو ھم کشمیر سے ہندو سامراج کو اور بیت المقدس سے یہودی غاصبوں کو نکال باھر کرینگے

دس لاکھ روپے کی تھیلی

مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ چند روز تک یہاں مسلم لیگ کا جلسہ عام بھی ہونے والا ھے۔ جس میں صدر ایوب خان کو دس لاکھ روپے کی تھیلی پیش کی جائے گی مسٹر بھٹو نے تجویز پیش کی کہ یہ رقم پشاور یونیورسٹی کو دے دی جائے جو مالی بحران کا شکار ھے۔ مسٹر بھٹو نے تالیوں کی گونج میں اپنی طرف سے پشاور یونیورسٹی کے لئے

ایک سو روپے کے عطیے کا اعلان کیا اور کہا کہ میں ایک غریب آدمی ہوں اور اتنا ہی عطیہ دے سکتا ہوں۔

میر رسول بخش تالپور

جب آپ نے متحد ہو کر غیر ملکی راج کے خلاف آواز بلند کی تو انگریز کو ملک چھوڑنا پڑا۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک اور راہنما میر رسول بخش تالپور نے کہا کہ آپ لوگ انگریز کا دور حکومت دیکھ چکے ہیں۔ جس کی پشت پر سات سو ریاستیں تھیں آپ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ جب آپ نے متحد ہو کر غیر ملکی راج کے خلاف آواز بلند کی تو انگریز کو ملک چھوڑنا پڑا۔ کیونکہ آواز میں بڑی طاقت ہے۔ آپ نے کہا۔

سارا ملک بنیادی جمہوریتوں کا مخالف ہے۔ ہم اس حکومت کو بھی شکست دینگے۔

کراچی سے خیبر اور ڈھاکہ سے چاٹگام تک سارا ملک بنیادی جمہوریتوں کے نظام کا مخالف ہے۔ ہم اس حکومت کو بھی شکست دیں گے۔ جلسہ میں مسٹر سیف الرحمٰن کیانی ایڈووکیٹ اور دوسرے افراد نے بھی تقریریں کیں۔

مسٹر بھٹو نے موجودہ حکومت کو اقلیتی حکومت کا

موجودہ حکومت کی بنیاد تین کمزور ستونوں پر قائم ہے ۱۔ بنیادی جمہوری نظام ۲۔ سرمایہ دار اور نوکر شاہی

نام دیتے ہوئے کہا۔ کہ اس حکومت کی بنیاد ان تین کمزور ستونوں پر استوار ہے۔ ۱۔ بنیادی جمہوریتوں کا نظام ۲۔ سرمایہ دار اور ۳۔ نوکر شاہی۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ ایسی حکومت مضبوط ہونے کا دعوے نہیں کر سکتی

آپ نے موجودہ حکومت کو عوام کی مخالف قرار دیتے ہوئے
کہا۔ کہ اسکی جگہ ایک عوامی حکومت قائم ہونی چاہیئے۔
مسٹر بھٹو نے کہا۔ محض بیس خاندانوں کی فارغ
البالی کی خاطر موجودہ حکومت کو ہمیشہ کے لئے
برسرِ اقتدار رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ۔

محض بیس خاندانوں
کی فارغ البالی کیلئے
موجودہ حکومت کو
ھمیشہ کیلئے برسرِ اقتدار
رہنے کا کوئی حق حاصل
نہیں ۔"

۷ر نومبر ۱۹۶۸ء کو

ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی نے کہا۔

خواتین و حضرات ——— السلام علیکم

یں ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنیوالے کسی مطالبے کی حمایت نہیں کر سکتا۔

میں خلوص اور خیر سگالی کی بنیاد پر افغانستان اور پاکستان کے درمیان بہتر تعلقات دیکھنے کا خواہشمند ہوں۔ لیکن میں کسی ایسے مطالبے کی تائید نہیں کر سکتا جس سے پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ آپ نے کہا

کہ پاکستان کی سالمیّت بنیادی اہمیّت رکھتی ہے
پاکستان عوام کے حق خود ارادیت کی بنیاد
پر معرض وجود میں آیا۔ اس لئے کسی حصّے کے
لوگوں کی طرف سے خود مختاری کا مطالبہ علیحدگی
پسندانہ تصور نہیں کیا جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا
کہ پاکستان کی بنیادیں بہت مضبوط ہیں۔

پاکستان کی بنیادیں بہت مضبوط ہیں

وحدت مغربی پاکستان کے بارے میں ان
کی رائے پوچھی گئی۔ تو آپ نے کسی واضح جواب سے
احتراز کیا۔ اور کہا۔ کہ اس وقت ہمارے سامنے
سب سے بڑا مسئلہ ملک میں جمہوریت کی بحالی کا ہے
تاہم آپنے کہا۔ کہ جب ضرورت ہوئی تو میں وحدت
مغربی پاکستان کے بارے میں اپنی ذاتی رائے بھی
پیش کر دوں گا۔

مخالف پارٹیوں کے متحدہ محاذ کے بارے میں
ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے بتایا۔
"مخالف پارٹیاں ایک دوسرے کے قریب
آرہی ہیں۔ اور صورت حال ایک
ٹھوس شکل اختیار کرتی جارہی
ہے۔"

اپوزیشن پارٹیاں بتدریج متحد ہو رہی ہیں۔

آپ نے اس سوال کا جواب نفی میں دیا کہ ان کی پارٹی نے اگلے صدارتی انتخابات کے لئے کوئی امیدوار نامزد کیا ہے یا نہیں۔

ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا۔ کہ میری پارٹی نظریاتی طور پر ملک کی ان پارٹیوں کے قریب ہے۔ جو قومی معاملات میں ترقی پسندانہ اندازِ فکر رکھتی ہیں۔

ہم نے اگلے انتخابات کیلئے کوئی امیدوار نامزد نہیں کیا۔

o

۸ر نومبر ۱۹۶۸ء کو

راولپنڈی میں بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا۔

خواتین و حضرات —— اسلام وعلیکم

بنیادی جمہوریتیں ہوں یا ملک میں نوکر شاہی کا نظام بڑے بڑے تجارتی اور صنعتی اجارہ دار ہوں یا کنونشن مسلم لیگ ہو یہ سب کے سب موجودہ حکومت کے ستون ہیں۔ آپ نے بی ڈی سسٹم پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ نظام کھوکھلا اور عوامی اعتماد سے محروم

پاکستان کو سیٹو اور سنٹو سے الگ ہو جانا چاہیئے۔

ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور وقت آ گیا ہے۔ کہ حکومت
کو عوام کے بنیادی حقوق بحال کرنے پڑیں گے۔

نوکر شاہی نظام پر نکتہ چینی کرتے ہوئے
آپ نے کہا ہے۔ کہ موجودہ نظام حکومت میں
بعض سرکاری افسر تو حکومت کے ذاتی ملازم
بن کر رہ گئے ہیں۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ غیر ملکی
زر مبادلہ بڑی بڑی کاروباری اور صنعتی اجارہ
داریوں کے لئے مختص کر دیا گیا ہے۔ جو نہ صرف
نئی صنعتیں قائم کرنے کیلئے استعمال ہو رہا ہے
بلکہ انہیں چلانے کے لئے صرف کیا جا رہا ہے۔ اس
کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ جو غیر ملکی حکومتیں یہ قرضے
دے رہی ہیں۔ وہ پاکستان کے کاروبار اور صنعت
کی گمنام حصہ دار بن چکی ہیں۔

موجودہ نظام حکومت میں بعض سرکاری افسر تو حکومت کے ذاتی ملازم بن کر رہ گئے ہیں

کنونشن مسلم لیگ کا ذکر کرتے ہوئے پیپلز پارٹی
کے سربراہ نے کہا۔ کہ آج جو لوگ اس جماعت کے
ساتھ چپکے ہوئے ہیں وہ لوگ وہی ہیں جو سکندر
مرزا اور فیروز خان نون اور ان جیسے دوسرے افراد
کے حاشیہ نشین ہوا کرتے تھے۔ آپ نے عوامی لیگ کے
چھ نکاتی پروگرام پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ چھ

بنیادی جمہوریتوں کے نظام بیوروکریسی اور اجارہ داریوں پر کڑی نکتہ چینی

نکاتی پروگرام ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ اور اسے گفت و شنید، صلاح مشورے اور بحث و نظر سے حل کیا جانا چاہیئے تھا۔

مسٹر بھٹو نے کہا۔ مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں پختونستان کے مطالبے کو حق بجانب سمجھتا ہوں حالانکہ یہ سراسر غلط الزام ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ اگر مغربی بنگال، مشرقی بنگال کا مطالبہ کر دے یا بھارت سندھ کے کسی حصے کا مطالبہ کر دے تو حکومت کو بدحواس اور پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ عوام ہر صورت حال کے مقابلے کے لئے تیار اور ہر طرح سے اہل ہیں آپ نے کہا کہ اس قسم کے مسائل کو اندرونی سیاسیات میں ہرگز نہیں لانا چاہیئے۔

عوام ہر صورت حال کے مقابلہ کیلئے، تیار اور ہر طرح سے اہل ہیں

پی پی آئی کی رپورٹ کے مطابق وزیر خارجہ نے راولپنڈی کے ایک اخبار (سرکاری) کے خلاف الزام عائد کیا۔ کہ اس نے ان کی، پریس کانفرنس کے متعلق غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ آپ نے کہا کہ اس اخبار نے مجھ پر پختونستان کے سٹنٹ کی حمایت کا الزام لگایا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ کہ اگر افغانستان اس سرکاری روزنامے کی رپورٹ اقوام متحدہ کو جنرل اسمبلی میں

ہم تمام بڑے شعبہ ہائے تجارت کو قومی ملکیت میں لینے کے حامی ہیں

پیش کردے تو مجھے بتایا جائے کہ اس سے پاکستان کے موقف کو تقویت پہنچے گی یا اسے الٹا نقصان پہنچے گا آپ نے اپنی پارٹی کے پروگرام کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم بینکوں، انشورنس کمپنیوں اور تمام قدرتی وسائل جن میں تیل اور گیس بھی شامل ہیں نقل و حمل کے ذرائع اور بھاری صنعتوں کو قومیانے کے حق میں ہیں۔ تاکہ کاشت کار اور مزدور بیس سال سے سرمایہ داروں اور اجارہ داروں کی زیادتی کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان کا خون نہ چوسا جا سکے اور انہیں عسرت اور زبوں حالی سے نجات مل سکے۔

کاشت کار اور مزدور ۲۰ سال سے سرمایہ دار اور اجارہ داروں کی زیادتی کا شکار بنے ہوئے ہیں۔

o

۱۰ر نومبر ۱۹۶۸ء کو

جناب ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی نے اپنے دفتر واقع لاہور ـــ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

خواتین و حضرات ـــ السلام علیکم

کشمیر پر بھارت کا قبضہ کبھی برقرار نہیں رہ سکتا۔ پاکستان میں جوں ہی صحیح معنوں میں عوامی حکومت قائم ہو گی۔ تو بھارت کو پتہ چل جائیگا کہ کشمیری عوام سے ناانصافی کرنے کے نتائج اہنیں

کشمیر پر بھارت کا قبضہ کبھی برقرار نہیں رہ سکتا

کس طرح بھگتنے پڑیں گے۔

مسٹر بھٹو نے اس موقعہ پر عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں ملک میں جمہوریت کے لئے ہر مشکل کا ڈٹ کر مقابلہ کروں گا۔ اس کے جواب میں وہاں پر موجود لوگوں نے یکزبان ہو کر کہا کہ "ہم آپ کے ساتھ ہیں۔"

میں ملک میں جمہوریت کے لئے ہر مشکل کا ڈٹ کر مقابلہ کرونگا

مسٹر بھٹو نے کہا۔ میں بھی ہر قدم اور ہر مرحلے پر عوام کے ساتھ ہوں۔ آپ نے کہا ہم کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ اور ہر قسم کے حالات کا پامردی سے مقابلہ کریں گے۔ آپ نے کہا کہ ملک کی دولت پر صرف بیس گھرانے قبضہ جمائے ہوئے ہیں غریب عوام اور کسانوں کو ان کی محنت کا ثمر نہیں ملتا۔ جبتک ملک کے غریب عوام اور کسان خوشحال نہیں ہوں گے۔ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ آپ نے الزام عائد کیا کہ بعض با اثر افراد ملک میں غنڈہ گردی خود کراتے ہیں اس موقعہ پر مجمع میں سے آواز اٹھی "چینی تک نہیں ملتی" مسٹر بھٹو نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے بنیادی جمہوری نظام پر نکتہ چینی کی اور کہا۔ کہ بنیادی جمہوری نظام

ہم کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہونگے۔ اور ہر قسم کے حالات کا پامردی سے مقابلہ کرینگے۔

سراسر غیر جمہوری ہے۔ اب اننی بات آنیوالے ہیں جمہوریت یہ ہے۔ کہ عوام کی رائے کیمطابق ملک کا نظام چلے جیسا کہ دوسرے جمہوری ملکوں میں ہوتا ہے۔

اعلان تاشقند

اس موقعہ پر مجمع میں سے آوازیں آئیں "اعلان تاشقند" کے بارے ہمیں بتائیں۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ اعلان تاشقند کے بارے میں چند باتیں عوام کو بتانا میں اپنا قومی فریضہ سمجھتا ہوں لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ میرا وعدہ ہے۔ کہ میں اعلان تاشقند سے متعلق ضروری باتیں سب سے پہلے لاہور کے جلسہ عام میں بتاؤں گا۔ آپ نے تالیوں کی گونج میں کہا۔ کہ میں جب بھی اعلان تاشقند کا نام لیتا ہوں تو "خفیہ راز" "خفیہ راز" کا شور برپا ہو جاتا ہے۔ جب میں کشمیر میں حق خود ارادیت کا ذکر کرتا ہوں تو وہ بھی ناگوار گزرتا ہے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ ملکی ترقی کے لئے انسانوں کسانوں اور غریبوں کی حکومت ہو اور ملک خوشحال ہو تو اری پاک اور میکسی پاک اور خاندانی منصوبہ بندی کے نعرے

پاکستان میں عوامی حکومت قائم ہونے کے بعد بھارتی حکومت کو نا انصافیوں کے تاریخ کا علم ہو جائے گا۔

لگائے جاتے ہیں آپ نے رشوت ستانی کا ذکر کرتے ہوئے الزام عائد کیا کہ رشوت کے خاتمہ کے لئے دانستہ طور پر کوئی کوشش نہیں کی جاتی کیونکہ دولت کی حرص ہوتے ہوئے رشوت ختم نہیں ہو سکتی ارباب حکومت سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں سے خائف ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ جب ملک میں عوامی حکومت قائم ہو گی۔ تو پھر ہم بتائیں گے۔ کہ رشوت ایسی لعنت کو ملک سے کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر مجھے اقتدار کی ہوس ہوتی تو میں اقتدار کی کرسی کو لات نہ مارتا۔ آپ نے کہا کہ ملک کے تمام مسائل کا حل صرف صحیح معنوں میں عوام کی نمائندہ حکومت ہے۔ اس موقعہ پر آپ نے پر جوش انداز میں کہا۔"

میں آج بھارت کی وزیراعظم اندرا گاندھی کو خبردار کرتا ہوں کہ وہ تھوڑی دیر اور کشمیریوں پر ظلم کر لیں لیکن جوں ہی پاکستان میں عوامی حکومت قائم ہو گی بھارت کو بھی پتہ چل جائے گا۔ کہ کشمیریوں سے ناانصافی کے کیا

بھارت کو پتہ چل جائیگا کہ کشمیریوں سے ناانصافی کے کیا نتائج ہوتے ہیں۔

نتائج بھگتنے پڑتے ہیں"

آپ نے کہا۔ کہ کشمیر پر بھارت کا قبضہ نہ برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ برقرار رہ سکتا ہے۔

اس موقعہ پر آپ نے کہا۔ کہ عوامی حقوق کی بحالی اور عوامی حکومت کے قیام کیلئے اگر مجھے اپنی جان کی بھی قربانی دینی پڑی تو میں دریغ نہیں کروں گا۔ کیونکہ میں ان لیڈروں میں سے نہیں ہوں جو خود اندر بیٹھ کر عوام کو آگے کر دیتے ہیں میں وقت آنے پر سب سے آگے رہوں گا۔"

عوامی حکومت کے قیام کیلئے مجھے اپنی جان بھی دینی پڑی تو میں دریغ نہیں کروں گا۔

○

۱۱ر نومبر ۱۹۶۸ء کو

جناب ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی نے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن لاہور سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

خواتین و حضرات — اسلام و علیکم

بھارت کے ساتھ جنگ نہ کرنے کے معاہدہ کی تجویز پاکستان کے بنیادی تصور کے منافی ہے

بھارت کے ساتھ جنگ نہ کرنے کے معاہدہ کی تجویز پاکستان کے بنیادی تصوّر کے منافی ہے۔ موجودہ حکومت سے پہلے کی کسی بھی حکومت نے بھارت کی یہ تجویز قبول نہیں کی تھی۔ بلکہ اسے یکسر مسترد کر دیا تھا۔ اگر آج

قائداعظم بھی ہوتے تو وہ بھی ایسی تجویز کو مسترد کر دیتے۔ آپ نے کہا۔ جب تک ملک میں جمہوری نظام بحال نہیں ہوتا اور اقتصادی مساوات قائم کرنے کے لئے سوشلزم نہیں لایا جاتا۔ اس وقت تک اصلاح احوال کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔ نہ ہی موجودہ حکومت کشمیر کا مسئلہ حل کرنے کیلئے کوئی ٹھوس اور مثبت کردار ادا کرسکتی ہے۔ پاکستان کے عوام حق خوداختیاری کے اصول سے ہٹ کر مسئلہ کشمیر کا کوئی بھی حل قبول نہیں کرسکتے۔

کشمیر کو مسلح جدوجہد کے ذریعہ آزاد کرانے کی ضرورت ہے۔

مسٹر بھٹو نے کہا کہ آج کے اخبارات میں مرکزی وزیر تجارت نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی کی پشاور کے جلسہ عام میں کی گئی تقریر شائع ہوتی ہے۔ مسٹر ہوتی نے میرے خلاف الزام لگایا ہے۔ کہ میں مٹی میں آگ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں واضح کرنا چاہتا ہوں ہم مٹی میں آگ نہیں لگا رہے۔ بلکہ خود حکمران طبقہ ایسا کر رہا ہے۔ ہم اس آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم تشدد اور غنڈہ گردی کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم ملک میں پُرامن طریقوں سے عوام کے سیاسی اور اقتصادی حقوق بحال کرنے کی جدوجہد

ہم تشدد اور غنڈہ گردی کو ختم کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔

کر رہے ہیں تاکہ یہاں صیحح معنوں میں عوامی حکومت لائی جائے۔ اس مرحلہ پر سٹیج کے ایک کونے سے پٹاخہ چلنے کی آواز آئی، مسٹر بھٹو نے کہا۔ میں ایسے پٹاخوں سے ڈرنے والا نہیں اگر پٹاخہ چلا ہے۔ تو چلنے دو آپ نے سلسلۂ تقدیر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ حکمران پارٹی کی یہ بڑی غلط فہمی ہے۔ کہ وہ بنیادی جمہوریتوں کے ذریعہ ہمیشہ برسر اقتدار رہے گی۔ اس نظام کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی بوڑھے کو کشتہ دینا اس بی ڈی نظام نے رشوت کو اس قدر وسیع کر دیا ہے کہ یہ خود بخود ختم ہو کر رہے گا۔ حکمران طبقہ کے اپنے مفاد میں یہی ہے۔ کہ وہ ملک میں خوشحالی لانے کیلئے جمہوریت بحال کرے۔ اگر ملک میں موجودہ بے چینی اور تشدد کو ختم کرنا ہے۔ تو یونیورسٹی آرڈیننس منسوخ کیا جائے۔ اقتصادی ترقی کرنا ہے۔ تو قومی دولت جو بیس خاندانوں نے سمیٹ رکھی ہے۔ وہ عوام میں تقسیم کر دی جائے۔ ملک میں سوشلزم لائیں مگر ــــ! یہ حکومت کیسے سوشلزم لائے گی جو سرمایہ داروں کی محتاج ہے۔ یہ جمہوریت نہیں لاسکتی اسے اکثریت کی پرواہ نہیں عوام پر ان کی مرضی کیخلاف

حق خود اختیاری کے بنیادی اصول کی قربانی دیکر کوئی سمجھوتہ برداشت نہیں کیا جاسکتا

غیر جمہوری نظام مسلط کر رکھا ہے۔ لیکن عوام کی اکثریت کو اب زیادہ عرصہ تک ان کے حقوق سے محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ راولپنڈی میں جو واقعات ہوئے ہیں دس برس بعد حکمران طبقہ نے پہلی بار تسلیم کیا ہے۔ کہ وہ نظم و نسق چلانے کے اہل نہیں ہے۔ چنانچہ فوج کی مدد طلب کرنا پڑی۔ راولپنڈی اور نوشہرہ میں ایک طالبعلم ھلاک ہو گیا یہ نوجوان ہی اسی قوم کا مستقبل ہیں ہمیں اپنے مستقبل کے ساتھ یہ برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے اگر ھم پولیس کے تشدد کیخلاف آواز بلند کرتے ہیں تو ہمیں انتشار پسند اور غدار کہا جاتا ہے۔ لیکن تاریخ بتائیگی کہ غدار اور انتشار پسند کون تھا ــــــ؟

عوام پر جو غیر جمہوری نظام مسلط کر رکھا ہے عوام کی اکثریت کو اب زیادہ عرصہ تک ان کے حقوق سے محروم نہیں رکھا جا سکتا۔

مسٹر بھٹو نے حکومت کی پالیسیوں میں تضاد کی نشاندھی کرتے ہوئے کہا۔ کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ "ایبڈو سیاستدانوں" نے ملک کو تباھی کے کنارے پہنچا دیا تھا۔ مگر ایک ایبڈو سیاستدان کو جس کے خلاف شدید الزام تھے بعد میں وزیر داخلہ بنایا گیا خان آف قلات کو غداری کے الزام میں چار برس

ایبڈو سیاستدان جن کے خلاف شدید الزام تھے۔ بعد میں وزیر داخلہ بنایا گیا۔

تک قید رکھا گیا۔ مگر اب انہیں گورنر محمد موسیٰ کا مشیر بنا دیا گیا ہے۔ مسٹر محمود ہارون پہلے وزیر تھے۔ جب قومی اسمبلی کے الیکشن میں جھگڑا ہوا تو انہیں وزارت سے نکال دیا گیا۔ مگر اب انہیں لندن میں ہائی کمشنر بنا دیا گیا ہے۔ دراصل موجودہ حکمران طبقہ کو اقتدار کی ہوس ہے۔ اور یہ کرسی سے چمٹا ہوا ہے۔

ہماری کمزور خارجہ پالیسی سے ہمیں نقصان پہنچے گا۔

مسٹر بھٹو نے وزیر خارجہ میاں ارشد حسین کے ترک صحافی کے ساتھ انٹرویو اور جنرل اسمبلی میں ان کی تقریر کا حوالہ دیا اور کہا۔ کہ موجودہ خارجہ پالیسی سے مسئلہ کشمیر کو رائے شماری کے ذریعہ حل کرنے کے اصول سے انحراف کی بو آتی ہے۔ ہم حق خود اختیاری کے بنیادی اصول کی قربانی دے کر ہرگز کوئی بھی سمجھوتہ برداشت نہیں کر سکتے۔ ہماری کمزور خارجہ پالیسی سے ہمیں ہی نقصان پہنچے گا۔ حکومت کو متضاد مؤقف ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس ملک کے عوام نہ تو مشترکہ دفاع برداشت کر سکتے ہیں نہ ہی جنگ نہ کرنے کے معاہدہ کی کسی تجویز یا مشترکہ پاک بھارت منصوبہ بندی کو اگر موجودہ حکومت کی دس سالہ پالیسیوں کا تجزیہ کیا جائے۔ تو اس سے

کشمیر کو مسلح جدوجہد کے ذریعہ آزاد کرانے کی ضرورت ہے۔

صاف ظاہر ہو گا۔ کہ اس کے قول و فعل میں تضاد ہے
مسٹر بھٹو نے کہا کہ کشمیر کا شروع ہی سے پاکستان کے
ساتھ براہِ راست تعلق تھا۔ بھارت نے مقبوضہ
کشمیر میں پاکستان کیخلاف فوجیں جمع کر رکھی تھیں
اور جب چین اور بھارت کا تصادم ہوا تو بھارت
نے اپنی فوجوں کو نیفا اور لداخ کے محاذوں پر منتقل
کر دیا تھا۔ تنازعہ کشمیر جب سے شروع ہوا
یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ بھارت نے اپنی فوجیں وہاں
سے نکالیں۔ آخر بھارت نے اتنا بڑا خطرہ کیوں
مول لیا ہے یہ انتہائی غور طلب اور سوچ بچار
کرنے والا معاملہ ہے۔

حکمران طبقہ انتخابات کے سٹنٹ میں لگا ہوا ہے۔

مسٹر بھٹو نے مزید کہا۔ کہ جنرل اسمبلی میں وزیر
خارجہ میاں ارشد حسین کی حالیہ تقریر اور منگلا ڈیم
کے افتتاح پر صدر مملکت کی تقریر سے حق خود
اختیاری کے موقف کو نقصان پہنچا ہے۔ آپ نے
کہا ہے کہ اصولوں پر کبھی مصالحت نہیں کی جا سکتی۔
نہ ہی انہیں قربان کیا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس
بھارت جب چاہتا ہے۔ اپنی من مانی شرائط
پر پاکستان سے مذاکرات شروع کر دیتا ہے۔

موجودہ گومگو کی پالیسیوں کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ بھارت تیزی سے فرخابیراج بنا رہا ہے۔ لیکن حکمران طبقہ انتخابات کے سٹنٹ میں لگا ہوا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ پاکستان فوراً یہ مسئلہ اقوام متحدہ یا بین الاقوامی عدالت انصاف میں لے جاتا۔ اور بھارت کو اس کارروائی سے روکتا مگر ایسا نہیں کیا جا رہا۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھا جائے تو عوام پر عیاں ہوگا کہ حکمران طبقے کا یہ دعویٰ کہاں تک صحیح ہے کہ پاکستان کی موجودہ خارجہ پالیسی بڑی ٹھوس ہے۔ اور جنگ نہ کرنے کی تجویز سے حق خود اختیاری اور پاکستان کے نظریہ کی کہاں تک نفی ہو گی۔ پنڈت نہرو نے جنگ نہ کرنے کے معاہدہ کی پیشکش کی تھی۔ مگر مرحوم لیاقت علیخان نے اس تجویز کو مسترد کر دیا تھا۔ موجودہ حکومت سے پہلے کی تمام حکومتوں نے بھی اس تجویز کو ہمیشہ ٹھکرا دیا اگر قائداعظم زندہ ہوتے تو وہ بھی ایسی تجویز کو ٹھکرا دیتے۔ جب میں وزیر خارجہ تھا۔ تو بھارت کے سابق صدر ڈاکٹر رادھا کرشنن نے امریکہ سے واپسی پر جنگ نہ کرنے کے معاہدہ کی تجویز پیش کی تھی۔ مسٹر

حکومت کا یہ دعویٰ کہاں تک صحیح ہے کہ ملک کی خارجہ پالیسی بڑی ٹھوس ہے؟

بھٹو نے اس تجویز کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہٹلر نے بھی روس کو اس قسم کا بدترین معاہدہ کرنے کی پیش کش کی تھی جس کا انجام سب کے سامنے ہے۔ بھارت نے ہمیشہ پاکستان کے خلاف جارحانہ رویہ اختیار کئے رکھا۔ اقتصادی اور مسلح جارحیت جاری رکھی۔ ۴۹ء میں پاکستان کی اقتصادی ناکہ بندی کی۔ ۵۰ء ۵۱ء میں ہندی پانی بند کر کے اقتصادی جارحیت کی پھر ۶۵ء میں مسلح جارحیت کر دی بھارت ہمیشہ عہد شکن رہا ہے۔ پاکستان کے عوام کو اس سے ہر وقت چوکس رہنا چاہیئے

بھارت ہمیشہ عہد شکن رہا ہے پاکستان کے عوام کو اس سے ہر وقت چوکس رہنا چاہیئے۔

مسٹر بھٹو نے کشمیر مسلح جدوجہد کے ذریعہ آزاد کرانے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور اقوام متحدہ کے منشور کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر پرامن ذرائع سے کوئی اپنا ملک یا موروثی استحقاق حاصل نہ کر سکے۔ تو اسے مسلح جدوجہد کے ذریعہ اپنا حق حاصل کرنے کا اختیار ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت یہ مسئلہ کبھی حل کرنے کو تیار نہیں ہوگا۔ اگر بھارت ایسا چاہتا تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اقوام متحدہ نے کشمیر سے متعلق تین قرار دادیں منظور کیں جن میں بھارت

بھی نہ تھی تھا۔ ان قرار دادوں کا حشر کیا ہوا ہے
۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کو سلامتی کونسل نے بھی اپنی قرارداد میں کہا تھا کہ امن و امان بحال ہوتے ہی پاکستان اور بھارت میں تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کی کوشش کی جائیں گی۔ مگر بھارت آمادہ نہ ہوا۔

مسٹر بھٹو نے افسوس کا اظہار کیا کہ بعض وزرا ان پر اور حزب اختلاف والوں پر ذاتی حملے کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ اگر اتفاق سے مجھے بھارتی سفیر بنا دیا جاتا ہے۔ تو اس سے یہ مطلب نہیں لینا چاہئے۔ کہ میرے اصول بدل گئے ہیں اگر الزام عائد کرنیوالے خود ولسن یا جانسن سے ملتے ہیں تو ان کے اصول کہاں جاتے ہیں۔ جب میں کسی ضروری کام کیلئے یورپ جاتا ہوں تو مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ میں امریکہ کے خرچ پر گیا ہوں۔ کبھی یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ میں چین اور روس کی حمایت کرتا ہوں۔ اگر میں نے اپنی وزارت کے زمانہ میں روس سے تیل کا معاہدہ کیا یا چین سے کوئی معاہدہ کیا۔ تو اس صورت میں میرے خلاف چین یا روس کا حامی ہونے کے الزام

بعض وزراء مجھ پر اور حزب اختلاف پر ذاتی حملے کر رہے ہیں

کا کیا جواز ہے۔

مسٹر بھٹو نے کہا پچھلے دو برس میں میرے خلاف الزام تراشی کی انتہا کر دی گئی ہے۔ اور جھوٹے مقدمات بنا دیئے گئے ہیں۔ اگر حکمران طبقہ کو سیاسی مقابلہ کرنا ہے۔ تو اسے جمہوری طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

یہ قوم اب زندہ ہو گئی ہے۔ پیپلز پارٹی ملک میں جمہوریت لانے کے لئے میدان میں آئی ہے۔ اور وہ قوم کو مایوس نہیں کریگی ملک میں جمہوریت بحال ہو گی۔ اور سوشلزم آئیگا۔ تبھی عوام کو ضروریات زندگی میسّر آئیں گی۔

پیپلز پارٹی قوم کو جمہوریت دلانے کیلئے میدان میں آئی ہے۔ وہ عوام کو مایوس نہیں کریگی۔

آپ نے کہا کہ جیپنی لوگوں کو نہیں ملے گی بلکہ یہ بی ڈی ممبروں کو ملے گی۔ جن سے حکمران طبقہ نے کام لینا ہے۔

اس سے پہلے لاہور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر ملک اسلم حیات نے سپاسنامہ پڑھا جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ وکلاء کا طبقہ عوامی حقوق کی خاطر جدوجہد میں پیچھے نہیں رہے گا۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کی رپورٹ کے مطابق مسٹر بھٹو نے کہا ”مجھ سے کہا گیا ہے۔ کہ میں طلباء سے مظاہرے بند کرنے کی اپیل کروں۔ لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ جدوجہد کر رہے ہیں اور میں اُن طلبا جدوجہد کر رہے ہیں اور میں اُن کے ساتھ ہوں کے ساتھ ہوں“

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پرسوں بروز بدھ ۱۳ر نومبر کو اپنی پارٹی کے دورہ پر بذریعہ خیبر میل لاہور سے ملتان جا رہے ہیں۔

○

۱۲ر نومبر ۱۹۶۸ء کو

ینگ لائبرز سرکل لاہور کی طرف سے دی گئی استقبالیہ دعوت میں وکلاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

خواتین و حضرات ——— اسلام وعلیکم

عوام سے لاتعلق ہو جانے کے باعث امریکہ کو خوش کرنے کی پالیسی پر چل رہی ہے

عوام سے لاتعلق ہو جانے کے باعث امریکہ کو "خوش" کرنے کی پالیسی چل رہی ہے۔ جس سے ملک کے مسائل مزید پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن امریکہ کو خوش کرنے کی پالیسی اختیار کرنے کے باوجود پاکستان

کو کنسورشیم سے مطلوبہ فوجی واقتصادی امداد نہیں مل سکی ہے۔

پریس ٹرسٹ کے اخبارات اپوزیشن کی تقریروں کو توڑ موڑ کر پیش کر رہے ہیں۔

انہوں نے اس الزام کی پر زور تردید کی کہ وہ پختونستان کے سٹنٹ کی حمایت کر رہے ہیں اس سلسلے میں مسٹر بھٹو نے ٹرسٹ کے اخبارات کے رویہ پر اظہار افسوس کیا کہ وہ اس قسم کی خبریں ان سے منسوب کر کے ملک کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ ان کی خبروں کو افغانستان اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بطور ثبوت پیش کر کے صورت حال سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ بھی پختونستان کے حامی ہیں

بڑی طاقتوں میں سے پاکستان صرف چین کی دوستی پر مکمل اعتماد کر سکتا ہے۔

انہوں نے پریس ٹرسٹ کے اخبارات پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپوزیشن کی تقریروں کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ اب انہیں اپنا طرز عمل تبدیل کرنا چاہیے۔

مسٹر بھٹو نے سیٹو اور سنٹو سے پاکستان کی فوری علیحدگی کی ضرورت پر بھی زور دیا اور کہا۔ کہ یہ خالصتاً فوجی قسم کے معاہدے ہیں جن کے پس پردہ چین اور روس کی مخالفت ہے جنگ

ستمبر میں عوام جان چکے ہیں کہ ان معاہدوں سے
چمٹے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان معاہدوں
کے تحت کوئی فوجی امداد ملنے کی بجائے گذشتہ دو
برس سے پاکستان کو کوئی امداد نہیں مل سکی
مگر اس کے باوجود حکومت فوجی معاہدوں کو چھوڑنے
کو تیار نہیں۔ اب وزیر خارجہ بیان ارشد نے
امریکہ کے دورے پر یہ بیان دیا۔ کہ حکومت امریکہ
کے ساتھ انہوں نے فاضل فوجی پرزوں اور پشاور
کے نزدیک بڈھ بیر میں امریکی فوجی اڈہ کے
بارے میں بات چیت کی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے
کہ جب ان فوجی معاہدوں کی شرائط کی کوئی
پابندی نہیں ہو رہی۔ اور کوئی فوجی یا اقتصادی
امداد نہیں ملتی تو حکومت یہ کیسے دعویٰ کرتی
ہے۔ کہ روس چین اور امریکہ کے ساتھ بہترین
دوستانہ تعلقات ہیں۔ اگر حکومت کے دعوے
کو تسلیم بھی کر لیا جائے: تو اسے جرأت کرنا چاہیئے
کہ آئندہ جولائی میں ایوزلیشن والوں کو بڈھ بیر
کے اڈہ پر لے جائے اور عملی طور پر یہ ثابت کرے
کہ اس نے امریکہ کو اڈہ ختم کرنے کا جو نوٹس دیا تھا

جس ملک کی حکومت
غیر نمائندہ ہو اور وہ
اپنے عوام اور نوجوانوں
کو اعتماد میں نہ لے
وہاں بیرونی مداخلت
کے دروازے کھلنے کا
خطرہ لگا رہتا ہے۔

اس پر فی الواقعی عمل درآمد کیا گیا ہے۔

مسٹر بھٹو نے جمہوریت کی بحالی اور عوامی حقوق کی بازیابی کی ضرورت پر خاص طور سے زور دیا اور کہا۔ کہ جس ملک کی حکومت غیر نمائندہ ہو اور وہ اپنے عوام اور نوجوانوں کو اعتماد میں نہ لے ہاں بیرونی مداخلت کیلئے دروازے کھلنے کا خطرہ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اس مرحلہ پر ہم سب کو اجتماعی جدّ وجہد کرنا ہوگی۔

ہم سب کو اجتماعی کوشش کرنی چاہیئے

مسٹر بھٹو نے کہا۔ حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ گذشتہ دس برسوں میں ملک کو سیاسی اقتصادی استحکام نصیب ہوا ہے۔ مگر یہ ترقی اور استحکام کہاں ہوا ہے؟ خوش فہمیوں میں مبتلا رہنے کی بجائے برسر اقتدار طبقہ کو حقائق کا سامنا کرنا چاہیئے یہ طبقہ نوکر شاہی کے رحم وکرم پر ہے۔ اور یہی اس کے مفادات کی نگہبانی کر رہا ہے۔ دوسری طرف حالت یہ ہے۔ کہ اگر عوام جائز مطالبات کرتے ہیں۔ تو ان پر تشدّد کیا جاتا ہے۔ اگر ملک میں واقعی ٹھوس اتحاد اور استحکام موجود رہتا تو مشرقی پاکستان اور اس صوبہ کے عوام میں بے چینی

سیٹو اور سنٹو سے وابستہ رہنے کا اب کوئی فائدہ نہیں۔

کیوں ہے۔؟

مسٹر بھٹو نے کہا۔"ملک میں شائد ہی کوئی ایسا طبقہ ہوگا۔ جس نے راولپنڈی، نوشہرہ، حیدرآباد اور دیگر مقامات پر پولیس کے تشدد کیخلاف احتجاج نہ کیا ہوگا۔

مسٹر بھٹو نے یہ الزام لگاتے ہوئے کہا۔ کہ تمام تشدد کی ذمہ داری خود حکومت پر عائد ہوتی ہے آپ نے کہا۔ عوام غیر مسلح ہیں وہ اپنے حقوق کو منوانے کیلئے تشدد کسی صورت نہیں کر سکتے — راولپنڈی میں بڑے افسوسناک واقعات رونما ہوئے وہاں تشدد اور فائرنگ کرنے کا سرے سے کوئی جواز ہی نہ تھا۔ آپ نے کہا "ساری دنیا میں جلسے جلوس ہوتے ہیں مگر وہاں پولیس کا رویہ ہرگز ایسا نہیں ہوتا۔ جیسا ہمارے ہاں ہے۔ ویتنام کی جنگ کے خلاف برطانیہ میں لاکھوں افراد نے جلوس نکالا۔ مگر وہاں پولیس نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ فرانس میں عام مظاہرے ہوئے اور دو ماہ تک اس کی معیشت درہم برہم رہی لیکن وہاں تشدد کی بجائے صدر ڈیگال نے جمہوری راہ

ساری دنیا میں جلسے جلوس ہوتے ہیں مگر وہاں پولیس کا رویہ ہرگز ایسا نہیں ہوتا

اختیار کی اور انتخابات کے ذریعہ عوام کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا موقع دیا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ہمارے ہاں مسائل کو تشدد کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ ملک کا شائد ہی کوئی ایسا علاقہ ہوگا۔ جہاں گذشتہ دس برس میں عوامی حقوق کی جدوجہد کرنے والوں کو دبانے کے لئے تشدد نہ کیا گیا ہو۔

ہمارے ہاں مسائل کو تشدد کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے

اس قسم کا انداز فکر قومی استحاد کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔ کیا یہاں کے عوام محبِّ وطن نہیں۔ ؟

مسٹر بھٹو نے کہا۔ کوئٹہ میں ایکماہ تک کرفیو لگائے رکھا گیا۔ حالانکہ اسرائیل ایسے سامراجی ملک نے بھی بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں اتنی مدت تک کرفیو نہ لگایا۔ اگر عوام کے مصائب اور مشکلات کو صحیح طور پر محسوس کیا جائے۔ اور انہیں جمہوری طریقوں سے ختم کیا جائے۔ تو تشدد کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی اگر کوئی شخص ہٹلر کے لب و لہجہ میں بیان دے تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے

حکومت پاکستان امریکہ کو خوش کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔

کہ وہ کس قدر خوفزدہ ہے۔ حکومت کو بردباری اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوامی مطالبات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اب دعوے کیا جاتا ہے۔ کہ پندرہ دنوں میں یہاں نئی صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔

حکومت کو بردباری اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوامی مطالبات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے

مسٹر بھٹو نے کہا۔ یہ صورتحال چند دنوں کی نہیں بلکہ طویل مدت کی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے اگر لوگوں کو اظہارِ خیال کی آزادی نہ ہو ان پر پابندیاں عائد ہوں تو ایسی صورت حال کا پیدا ہونا ایک قدرتی بات ہوتی ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ طلباء اپنے تعلیمی اداروں میں حصولِ تعلیم کے لئے واپس جائیں لیکن یونیورسٹیوں میں یونیورسٹی آرڈیننس کے ذریعہ انہیں یونین سازی کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ ایک فلاحی مملکت کا بنیادی فرض یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ عوام کے تمام طبقوں کی فلاح و بہبود کا خیال رکھے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ یہاں صنعتی اداروں کے مزدوروں اور کسانوں کے مفادات کو نظر انداز کر کے حکمران طبقہ جاگیرداری

یونیورسٹیوں میں یونیورسٹی آرڈیننس کے ذریعہ انہیں یونین سازی کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔

اور سرمایہ دارانہ نظام کی سرپرستی کر رہا ہے۔ ملک کی اکثریت کو نظر انداز کر کے سرمایہ دارانہ نظام کی سرپرستی کر رہا ہے۔ ملک کی اکثریت کو نظر انداز کر کے یہ حکومت کیسے یہ دعوے کر سکتی ہے۔ کہ اس نے ملک میں سیاسی استحکام پیدا ہوا ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جس قسم کی کارروائیاں یہاں روا رکھی جا رہی ہیں۔ وہ نوآبادیاتی طاقتوں کے محکوم ملکوں میں بھی نہیں ہو رہیں۔ نوجوان طبقہ اور طلبہ ملک کے مستقبل کے ضامن اور معمار ہیں جب وہ اپنے گھروں میں اقتصادی بدحالی دیکھتے ہیں۔ تو اس کے خلاف ان میں ردعمل ظاہر ہونا قدرتی امر ہے۔ ہم طلبہ کو ہرگز نہیں اکسا رہے۔ کیا جاپان متحدہ عرب جمہوریہ یوگوسلادیہ اور فرانس کے طلبہ کو بھی ہم نے اکسایا ہے۔ طلبہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انہیں یونیورسٹیوں میں نمائندگی دی جائے۔ ان کے حقوق بحال کئے جائیں لیکن حکومت نے فاش غلطیاں کی ہیں۔ اور وہ بظاہر وہ اس مقام پر پہنچ چکی ہے۔ جہاں سے اس کے لئے واپس

حکومت کی خارجہ پالیسی ناکام ہو چکی ہے۔

ہونا ممکن ہی نہیں رہا۔

خارجہ تعلقات

مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ داخلی صورت حال پر قابو پانے میں ناکامی کے باعث حکومت کی خارجہ پالیسی بھی عملی طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود یہ دعوے کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے ملک کو اقتصادی خوشحالی اور سیاسی ادارے دیئے۔ اور جبر کے سسٹم کے ساتھ ساتھ خاندانی منصوبہ بندی کا تحفہ پیش کیا۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ یہ حکومت امریکہ کو خوش کرنے کی پالیسی پر کاربند ہے۔

حکومت خارجہ پالیسی میں عملی طور پر ناکام ہو چکی ہے۔

شروع ہی سے موجودہ حکومت کا یہی رویہ رہا ہے۔ جب آئزن ھاور امریکہ کے صدر بنے تو انہوں نے اس ملک کے سربراہ کو ایشیا کا عظیم لیڈر کہا ان کے بعد آنجہانی کینڈی صدر بنے تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ مسٹر جانسن برسر اقتدار آئے تو کہا گیا کہ دونوں سربراہ ایک دوسرے کے مسائل سے بخوبی واقف ہیں۔ اب مسٹر نکسن صدر منتخب ہو گئے تو بتایا گیا کہ وہ صدر مملکت کے دیرینہ دوست ہیں۔ مسٹر بھٹو نے کہا۔ اگر ملک میں عوامی حکومت

عوامی حکومت ہی بیرونی دباؤ کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

ہو تو وہی عوام کے تعاون سے بیرونی دباؤ کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ مگر حکومت جب داخلی طور پر کمزور ہو جائے تو وہ بیرونی طاقتوں کی محتاج ہو کر رہ جاتی ہے۔

حکومت جب داخلی طور پر کمزور ہو جائے تو وہ بیرونی طاقتوں کی محتاج ہو کر رہ جاتی ہے۔

مسٹر بھٹو نے کہا۔ "عوام ہی اصل طاقت کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ جب جون جولائی ۱۹۶۶ء میں امریکہ نے کسی نوٹس کے بغیر پاکستان کی امداد بند کر دی تو حکومت یہ مسئلہ عوام کے سامنے لانے کی بجائے فقط قومی اسمبلی میں لے گئی۔ لیکن جب عوام کا دباؤ پڑا۔ تو یہ کہا گیا کہ امداد کی بندش سیاسی وجوہ پر نہیں ہوئی حالانکہ ایسی امداد کے ساتھ سیاسی شرائط ضرور وابستہ ہوتی ہیں۔ دوسری طرف جب حکومت بھارت کو اسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا تو اس نے یہ معاملہ عوام کے سامنے پیش کر دیا۔ اس کے علاوہ جب روس نے پاکستان کو فوجی امداد دینے کا فیصلہ کیا تو بھارتی عوام اپنی حکومت کے ساتھ تھے چنانچہ عوامی دباؤ کی وجہ سے روس کو بھی جھکنا پڑا۔ اور فریقین میں وفود کے تبادلے کے بعد بھارت کو اسلحہ

عوام ہی اصل طاقت کا سرچشمہ ہوتے ہیں

اور دوسری امداد کی ترسیل شروع ہو گئی۔ واپسی پر بھارتی نمائندوں نے یہاں تک اعلان کر دیا کہ روس نے یقین دلا دیا ہے۔ کہ جموں و کشمیر کے بارے میں اس کے سابقہ موقف میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ اس کے برعکس پاکستان کے وزیر خارجہ میاں ارشد حسین بیرونی ممالک کے ساتھ تعلقات کے بارے میں متضاد بیانات دے رہے ہیں۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ مسئلہ کشمیر کے متعلق پاکستان اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم ہے۔ کیا ان حالات میں اسے ٹھوس خارجہ پالیسی تعلیم کیا جا سکتا ہے؟

جموں و کشمیر کے بارے میں روس کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی

مسٹر بھٹو نے دو طرفہ اور کئی ممالک کے مابین معاہدوں کے فرق پر روشنی ڈالی۔ اور کہا کہ سیٹو اور سنٹو ایسے دو طرفہ سمجھوتے فوجی مفادات کے لئے ہیں۔ اور زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ سیٹو اور سنٹو میں رہنے کے باوجود موجودہ حکومت یہ کہتی ہے۔ کہ اس نے امریکہ، روس اور چین سے بیک وقت دوستانہ تعلقات استوار کر رکھے ہیں۔ لیکن جنگ ستمبر میں ہمیں جو سبق ملا اس کے باعث ان معاہدوں سے نکل جانا چاہیے۔

سیٹو اور سنٹو ایسے دو طرفہ سمجھوتے فوجی مفادات کیلئے ہیں اور زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہیں۔

جن کے تحت ہمیں کسی قسم کی فوجی امداد نہیں مل رہی
روس سے جب ہمیں فوجی امداد ملی تو روس بھارت
کے دباؤ تلے آ گیا۔ امریکہ پہلے ہی ہمیں کچھ دینے
کو تیار نہیں۔ اور اب بڑی طاقتوں میں سے
صرف چین واحد دوست ملک ہے۔ جس پر ہم
مکمل انحصار کر سکتے ہیں۔ اور جس نے ہمیں سب
سے زیادہ اسلحہ بھی دیا ہے۔

اب بڑی طاقتوں میں سے
صرف چین واحد دوست
ملک ہے جس پر ہم مکمل
انحصار کر سکتے ہیں

مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ اگر موجودہ خارجہ پالیسی
اسی ڈگر پر چلتی رہی تو خطرہ ہے۔ کہ کہیں چین
بھی ہمارے بارے میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی نہ
کر دے۔ ان حالات میں یہ راگ الاپنے کا کوئی
جواز نہیں۔ کہ بیک وقت تینوں ممالک سے ہمارے
تعلقات اچھے ہیں۔ قومی مفادات کو پس پشت
ڈال کر ایسے تعلقات قائم کرنا خودکشی کرنے کے
مترادف ہوتا ہے۔

روس اسی صورت میں
ہمیں امداد دے گا
کہ ہم مسئلہ کشمیر کو
پس پشت ڈال دیں

مسٹر بھٹو نے یہ اندیشہ ظاہر کیا۔ کہ روس پاکستان
کو اسی صورت میں امداد دے گا۔ کہ ہم مسئلہ کشمیر کو
پس پشت ڈال دیں۔ مگر ہم کشمیر کے مسئلہ کو کسی
قیمت پر نظر انداز نہیں کر سکتے۔ مسٹر بھٹو نے کہا

کہ چین کو نظر انداز کر کے کیا ایسی روسی امداد ہمارے مفادات کے مطابق ہو گی۔ چین نے ہمیشہ بغیر شرط امداد دی ہے۔ اور وہ دوسرے ممالک کی نسبت پاکستان کے زیادہ قریب ہے الیکسی کوسیگن نے حال ہی میں کہا ہے۔ کہ روس بھارت کو زیادہ اسلحہ دے گا۔ یہ تمام امور واضح کرتے ہیں کہ امریکہ اور روس پاکستان کو اپنی مصلحتوں کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

پاک چین تعلقات ۶۵ء سے شروع ہوئے اور ہم جانتے ہیں اس کے لئے ہمیں کتنی قربانیاں دینا پڑیں۔

مسٹر بھٹو نے کہا۔ پاک چین تعلقات ۶۵ء سے بہتر ہونا شروع ہوئے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کے لئے ہمیں کتنی قربانیاں دینا پڑیں۔ چین نے ہمیشہ پاکستان کی طرف خیر سگالی اور دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا۔ کہ امریکہ بھارت کو چین کے خلاف استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔

اگر ماضی میں مسٹر محمد علی بوگرا، مسٹر سہروردی اور چودھری محمد علی چین گئے۔ تو اس کا سہرا بھی چین کے سر ہے۔ جس نے انہیں مدعو کیا تھا پاکستان نے چین کو ۵۰ء میں اس وقت تسلیم کیا جب برطانیہ

نے اسے تسلیم کر لیا بدقسمتی سے برطانیہ اپنے ایسے لوگ چھوڑ گیا تھا جو اس کے اشاروں پر رقص کرتے تھے۔
مسٹر بھٹو نے کہا۔ کہ دو برس سے چین میں ثقافتی انقلاب کا چرچا ہے۔ جس سے کسی ملک کے داخلی امور میں مداخلت مطلوب نہیں تھی مگر جب یہاں چینی ثقافتی وفد نے انقلاب چین اور جنگ ویت نام کے بارے میں سرگرمیاں دکھائیں تو امریکہ کے احتجاج کو بڑی اہمیت دی گئی۔ حکومت کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ کہ چینی لیڈر پاکستان کے دورہ پر جلد آنے کے متمنی ہیں لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ان کے یہاں پہنچنے میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے؟ جبکہ حکومت بھی جانتی ہے۔ کہ پاکستان کے عوام کے دلوں میں چین کے لئے بے حد قدر و منزلت ہے۔ مسٹر بھٹو نے آخر میں کہا کہ موجودہ خارجہ پالیسی خودکشی کرنے کی پالیسی ہے۔ قبل ازیں ینگ لائیرز سرکل لاہور کے صدر مسٹر منصور ملک نے سپاسنامہ پڑھا۔ اور اعلان کیا کہ عوامی حقوق کی جدوجہد میں دکلاء پیچھے نہیں رہیں گے۔

اِنتقامی کارروائیاں

۲۰ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو صوبائی وزیرِ داخلہ قاضی فضل اللہ ــــ نے کہا۔

ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتاری و نظربندی کے امکانات کا جائزہ

سابق وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحقیقات کے بعد اراضی پر ناجائز قبضہ

مسٹر بھٹو کیخلاف اسی بابتہ مقدمات دائر کر دیئے جائینگے۔

اور مالیہ کی ادائیگی سے بچنے کے لئے ریکارڈ
ضائع کرنے کے الزام میں مقدمات کو آخری
شکل دے دی گئی ہے۔ یہ مقدمات اسی ہفتے
دائر کر دیئے جائیں گے۔ یہ بات آج یہاں صوبائی
وزیر داخلہ قاضی فضل اللہ نے اخباری نمائندوں
سے غیر رسمی بات چیت کے دوران بتائی۔ قاضی
فضل اللہ نے اخباری نمائندوں سے غیر رسمی
بات چیت کے دوران بتائی۔

قاضی فضل اللہ نے بتایا۔ کہ مسٹر بھٹو کو ڈیفنس
آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کر کے جیل میں
نظر بند کرنے کے امکانات کا بھی جائزہ لیا جا رہا ہے
وزیر داخلہ نے مسٹر بھٹو کے خلاف مقدمات کی
تفاصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔ مسٹر بھٹو نے تعلقہ
رتو ڈیرو کے موضع رجو جہ میں پندرہ سو ایکڑ رقبہ
پر قبضہ کرنے کے لئے ریکارڈ میں رد و بدل کیا ہے
آپ نے بتایا کہ اراضی پر کسی اجازت نامے کے
بغیر قبضہ کیا گیا تھا۔ لہٰذا یہ غیر قانونی تھا مالیہ
کی ادائیگی سے بچنے کے لئے ریکارڈ بھی ضائع کر
دیا گیا تھا۔ آپ نے بتایا کہ مسٹر بھٹو نے اراضی کی دوبارہ

حد بندی کی تھی۔ اور ۴ ۲۸ ایکڑ رقبہ کے اصل قطعہ اراضی میں تین سوا ایکڑ رقبہ کا اضافہ کر لیا تھا۔ اس تبدیلی اور اضافے سے متعلقہ دستاویزات کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ ان کی ایک مجسٹریٹ سے توثیق کرائی گئی تھی۔ لیکن یہ دستاویزات موجود نہیں۔ جس مجسٹریٹ نے ان دستاویزات کی توثیق کی تھی۔ وہ غالباً انتقال کر چکا ہے۔ اور انتقال آراضی سے متعلقہ دستاویز کی نوعیت بھی مشکوک ہے۔

○

۴ / اکتوبر ۱۹۶۸ء

قاضی فضل اللہ صوبائی وزیر داخلہ پاکستان نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی گرفتاری کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

ایک سرکاری ہینڈ آوٹ میں اس بات کی تردید کی گئی ہے۔ کہ صوبائی وزیر داخلہ قاضی فضل اللہ نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کے دوران یہ کہا تھا۔ کہ حکومت سابق

وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو ڈیفنس
رولز کے تحت گرفتار کرنے کے سوال پر غور
کر رہی ہے۔

اس ہینڈ آؤٹ کے مطابق صوبائی وزیر
داخلہ نے اس قسم کا کوئی بیان نہیں دیا۔

○

جناب ذوالفقار علی بھٹو کی گرفتاری

پیپلز پارٹی میں تشویش

مسٹر بھٹو کو گرفتار نہ کیا جائے۔ نوابزادہ نصر اللہ۔

لاہور ۳ر اکتوبر (وقائع نگار خصوصی) پاکستان تحریک جمہوریت کے صدر نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے۔ کہ حکومت مسٹر ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کرنے سے اجتناب کرے۔ اور اگر ان کے خلاف کوئی ثبوت موجود ہے۔ تو ان پر کھلی

عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ نوابزادہ صاحب آج یہاں صوبائی وزیر داخلہ قاضی فضل اللہ کے اس بیان پر تبصرہ کر رہے تھے۔ جس میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ مسٹر بھٹو کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار اور نظر بند کرنے کے امکان کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

تحریک جمہوریت کے صدر نے کہا ہے۔ کہ ہنگامی قوانین کے بے محابا استعمال سے حکومت اپنے سیاسی مخالفین کو راستے سے ہٹانا چاہتی ہے۔" انتخابی سال کے دوران ایسے اقدامات حکومت کے جمہوری دعووں کے خلاف جاتے ہیں انہوں نے حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ آغا شورش کاشمیری کو بلا تاخیر رہا کیا جائے۔ ہنگامی صورتِ حال ختم کر کے بنیادی حقوق بحال کئے جائیں اور سیاسی کارکنوں کے خلاف تعزیری اقدامات ختم کئے جائیں۔

دریں اثنا ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن لاہور کے بعض ارکان نے ایک ڈیفنس کمیٹی قائم کر دی اور اعلان کیا ہے۔ کہ صوبائی حکومت

مسٹر بھٹو کیخلاف جو مقدمہ تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہم اس میں اپنی خدمات مسٹر بھٹو کو پیش کرتے ہیں اور اس ضمن میں اپنے تمام تراخراجات خود برداشت کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ جن وکلا نے ایک تحریری بیان میں یہ اعلان کیا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

ملک اسلم حیات صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن مسٹر سی آر اسلم۔ چوہدری رفیق احمد باجوہ مسٹر مشتاق بٹ، میاں سلیم جہانگیر۔ مسٹر احسان وائیں، میاں یعقوب احمد۔ مسٹر احسان علی نقوی مسٹر حبیب گوہر۔ اور لائل پور کے ایڈووکیٹ چوہدری محمد یعقوب اعوان ــــ بار ایسوسی ایشن قصور کے ارکان نے اس امر کا انتہائی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ کہ حکومت پیپلز پارٹی کے سربراہ اور چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت مقدمات دائر کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مشترکہ بیان میں مسٹر خالد مسعود ایڈووکیٹ مسٹر محمد صدیق ایڈووکیٹ مسٹر محمد شریف ایڈووکیٹ مسٹر احمد رضا

حسن ایڈووکیٹ مسٹر احمد دین فاروق۔ مسٹر مجید مسٹر احمد دین مسٹر شہباز علی بھٹی مسٹر شوکت علی اور مسٹر اکرم طالب حسن ایڈووکیٹ وغیرہ نے کہا ہے کہ مسٹر بھٹو کو بعض مقدمات میں ماخوذ کرنے سے حکومت کی طرف سے جمہوریت کے دعوؤں کی رہی سہی قلعی بھی کھل جائے گی۔ ان وکلاء نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ ایسے اقدام سے اجتناب کرے جس سے ملک میں رہی سہی جمہوری اقدار بھی پائمال ہو جائیں اور ملک کے بین الاقوامی وقار کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

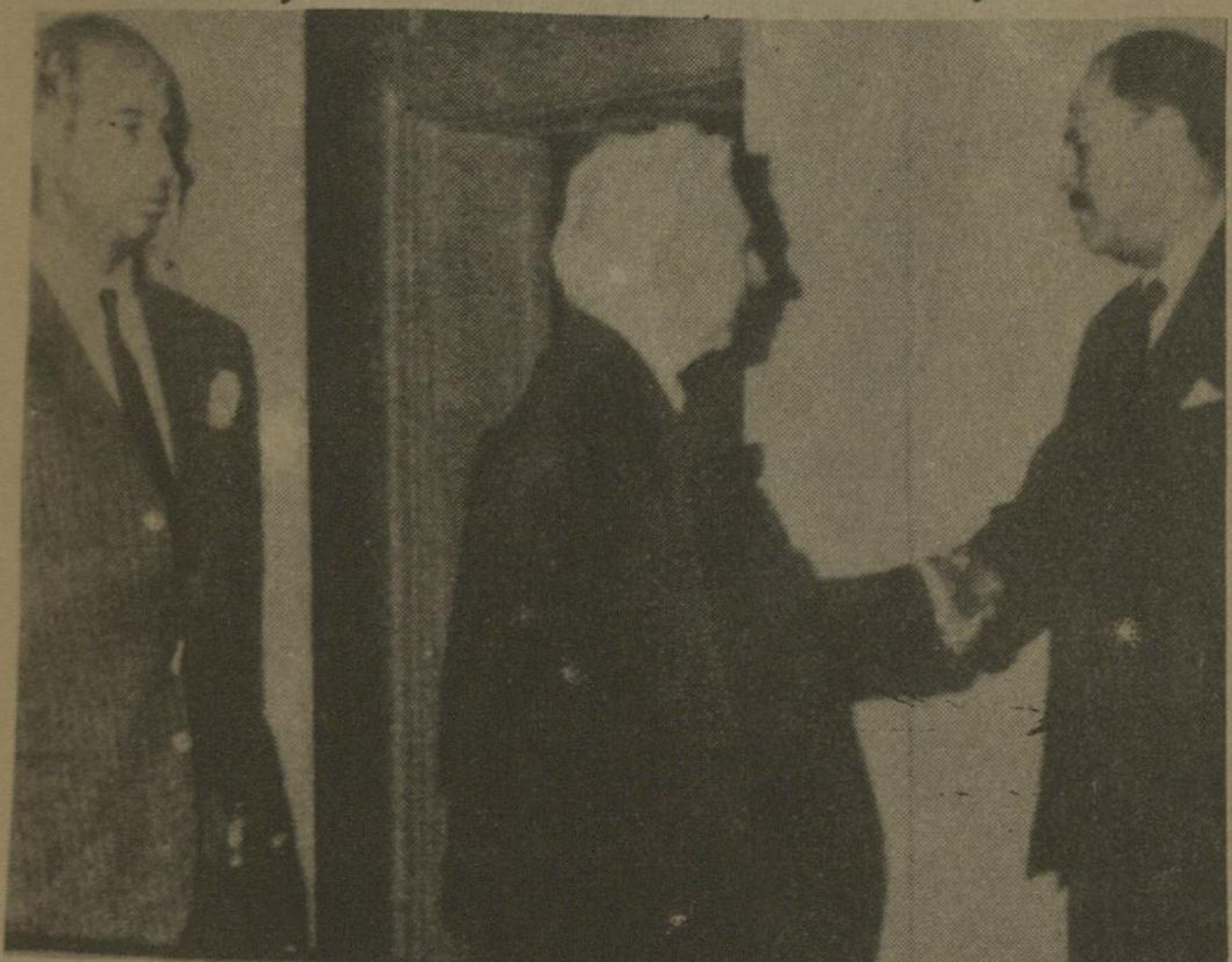
ذوالفقار علی بھٹو گرفتار کر لئے گئے

؟

اور بھٹو حکومت نے
اپنی تمام تر یقین
دہانیوں کے باوجود
جناب ذوالفقار علی بھٹو
کو گرفتار کر لیا



مسٹر ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی



صدر ایوب خان
اور ذوالفقار علی بھٹو
عالمی مدبر مسٹر برٹرینڈ رسل کے ہمراہ



(مسٹر ذوالفقار علی بھٹو جنرل اسمبلی میں پاکستانی نمائندہ کی حیثیت سے)



مسٹر ذوالفقار علی بھٹو امریکن نائب صدر مسٹر ہمفرے کے ہمراہ



مسٹر ذوالفقار علی بھٹو مارگریٹ کے ہمراہ



جناب بھٹو اور شاستری کی ملاقات

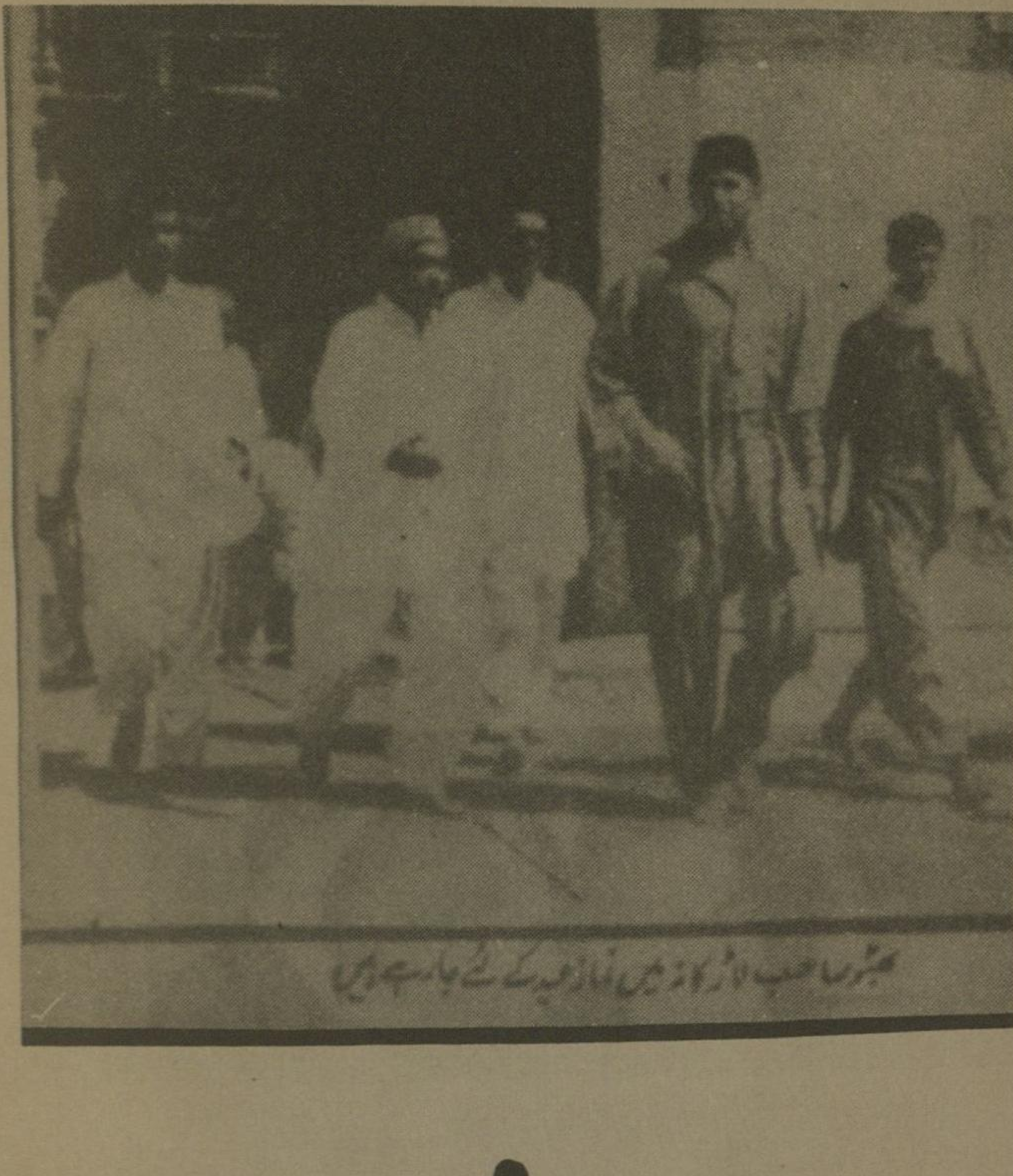


سابق وزیر اعظم روس

مسٹر خروشچیف

اور

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو



مجبور صاحب لاڑکانہ میں نماز عید کے لئے جارہے ہیں

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

اقبالؒ


افکار
ذوالفقار علی بھٹو
سابق وزیر خارجہ پاکستان
(ہلال پاکستان)